عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۴ تا ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۴۵

ندامت کے آنسو

نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

علم صحیح اور عمل صحیح ضروری ہے

قادیانی شبہات کے جوابات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قادیانیوں کی عیاری

انیثا خان، راولپنڈی

س:...... یہ مجھے معلوم ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے، میری ایک قادیانی لڑکی سے انٹرنیٹ پر دوستی ہوگئی ہے، وہ کہتی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مانتے ہیں، اس نے مجھے اپنا لٹریچر دیا ہے، جس میں لکھا ہے کہ قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں اور یہ الزام غلط ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج:...... میری بیٹی قادیانی غیر مسلم ہیں، ان کے غیر مسلم ہونے کی کئی ایک وجوہات ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی نہیں مانتے، مگر چونکہ قادیانی عیار ہیں، ایسے لوگوں سے پوچھنا چاہئے کہ اگر آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی مانتے ہوتو مرزا غلام احمد قادیانی جیسے دجال و کذاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تذلیل کرنے والے دریدہ دہن کو آپ لوگ کیوں مانتے ہیں؟ وہ اپنے افعال، کردار اور عقائد وتحریرات کی روشنی میں ایک شریف انسان کہلانے کا مستحق نہیں، چہ جائیکہ اس کو نعوذ باللہ مہدی، مسیح اور نبی و رسول کہا اور مانا جائے۔

میری بیٹی! قادیانی دراصل مرزا غلام احمد قادیانی کو ہی آخری نبی مانتے ہیں کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

”محمد رسول اللہ والذین معہ اشدأ علی الکفار رحمابینھم“ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۴، روحانی خزائن ص:۲۰۷، ج:۱۸)

اس سے آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ قادیانی حضرت محمد رسول اللہ کا نام لے کر اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں اور وہ اسی کو ہی مانتے ہیں۔

۲:...... مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضرت مہدی آچکے ہیں غلط ہے، اس لئے کہ قادیانیوں کے ہاں نعوذ باللہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی مہدی ہے۔

لیکن ان سے کوئی پوچھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ مہدی کا نام

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

میرے نام پر ہوگا، یعنی محمد اور اس کی ماں کا نام میری ماں کے نام جیسا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا، اور وہ میری اولاد میں سے ہوگا، یعنی سیّد ہوگا۔ اس کی نشوونما مدینہ منورہ میں ہوگی اور اس کی بیعت مکہ مکرمہ میں حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں ہوگی، اور جب لوگ ان کی بیعت کر رہے ہوں گے تو آسمان سے آواز آئے گی یہ اللہ کے خلیفہ حضرت مہدی ہیں۔

اب آپ ہی بتلائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے میں مغل برلاس ہوں، اس کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ، اس کی ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی، اس نے مکہ مدینہ بھی دیکھا نہیں اور اس بیچارہ نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر اس کو مسلمانوں نے ٹھکرا دیا جبکہ مہدی علیہ الرضوان مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کریں گے اور ان کے لئے آسمان سے آواز بھی آئے گی۔

آپ ہی بتلائیں کہ قادیانی برادری کا یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ حضرت مہدی آچکے ہیں۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۰ ۴ تا ۱۰/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷/دسمبر ۲۰۱۱ء شمارہ:۴۵

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

شہادت کی عظمت و فضیلت	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
دین کے لئے علم صحیح اور عمل صحیح ضروری ہے	۷	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ
سیرت نبوی میں اعتدال و توازن	۱۰	مولانا سید رابع حسنی ندوی
حضرت حسینؓ کی شہادت	۱۱	مولانا محمد رمضان لدھیانوی
عاشورہ محرم: فضائل و احکام	۱۳	سید محمود
ندامت کے آنسو!	۱۵	مولانا شمس الحق ندوی
قادیانی شبہات کے جوابات	۱۷	مولانا قاضی احسان احمد
رحمت ہے سراپا رحمت ہے....	۱۹	مفتی نسیم احمد فریدی
مولانا عبدالغنی بہاولپوری	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
محرم الحرام: تاریخ کی روشنی میں	۲۲	عبدالمومن بخش
سات روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کراچی	۲۳	مولوی محمد قاسم

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک ـ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

اللہ تعالیٰ کی نظر میں دُنیا کی حقارت وذلت

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی قدر و قیمت رکھتی تو یہاں کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ دیتا۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

"حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں اس جماعت میں شامل تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بکری کے مرے ہوئے بچے پر ٹھہری۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ: آپ لوگوں کا کیا خیال ہے، اس مُردار کو جب اس کے مالکوں نے یہاں پھینکا تو یہ ان کے نزدیک ذلیل وبے قدر تھا یا نہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے بے قدر اور ذلیل ہونے کی وجہ ہی سے تو انہوں نے اسے یہاں پھینکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر کہ یہ مردہ بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک حقیر اور بے قیمت ہے۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

صحیح مسلم میں بروایت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ یہ واقعہ اس طرح آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بکری کے کن کٹے مردہ بچے پر ہوا، جو گندگی کے ڈھیر پر پڑا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ: تم میں کون ہے جو اس کو ایک درہم میں خریدنے پر تیار ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس مردار کو ایک درہم میں کون لے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے نزدیک دُنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل وحقیر ہے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: دُنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، بجز اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے متعلقہ چیزیں، اور عالم اور دین کا طالب علم اس ملعونیت سے مستثنیٰ ہیں۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

"حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آخرت کے مقابلے میں دُنیا کی مثال ایسی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی اُنگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی ساتھ لے کر واپس آتی ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

مطلب یہ کہ پانی کا جو قطرہ اُنگلی کو لگے اس کی جو نسبت دریا کے ساتھ ہوسکتی ہے (اور ظاہر ہے کہ اسے دریا سے کوئی نسبت ہی نہیں) بس وہی نسبت ساری دُنیا کو آخرت کے ساتھ سمجھنی چاہئے اور یہ مثال بھی صرف سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ دُنیا کو آخرت کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو دریا سے ہوسکتی ہے، کیونکہ دُنیا فانی بھی ہے اور محدود بھی، اور آخرت لازوال بھی ہے اور غیرمحدود بھی، ظاہر ہے کہ فانی کا باقی کے ساتھ اور محدود کا غیرمحدود کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے انسانوں کو جن علوم سے آگاہ فرمایا ہے ان میں سے ایک آخرت کا علم ہے، عام انسانی عقل صرف دُنیا تک محدود ہے، آخرت تک اس کی رسائی نہیں ہوسکتی تھی، یہ حق تعالیٰ شانہٗ کی خاص رحمت وعنایت ہے کہ اس نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے بندوں کو آخرت کے حالات سے مطلع فرمایا، اور آخرت کی دائمی اور لازوال نعمتوں کے حاصل کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔ جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیم کے بعد بھی آخرت سے غافل اور دُنیا میں منہمک ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ چیونٹی کے انڈے میں جو بچہ ہوتا ہے وہ اسی انڈے کو پوری کائنات سمجھتا ہے اور اس کے نزدیک آسمان وزمین کی وسعتیں اسی انڈے کے قطر تک محدود ہیں، اگر اسے عقل و

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شعور حاصل ہو اور وہاں اسے یہ بتایا جائے کہ ایک جہان ایسا ہے جس کی وسعتوں کے ساتھ تیرے زمین و آسمان (انڈے کے خول) کو کوئی نسبت ہی نہیں، اور وہاں کی ایک چھوٹی سی ڈبیہ میں تیرے آسمان جیسے لاکھوں کروڑوں سما سکتے ہیں، تو وہ اس خبر پر بھی یقین نہیں کرے گا، اس لئے کہ اس نے نہ تو باہر نکل کر دُنیا کی وسعتوں کو دیکھا ہے اور نہ اس کے محدود تصوّر میں یہ وسعتیں سما سکتی ہیں۔ ٹھیک یہی مثال اَبنائے دُنیا کی ہے کہ آخرت ان کی نظر سے اوجھل ہے اور ذہن اتنا تنگ اور محدود ہے کہ وہ اس آسمان وزمین سے وراء کسی چیز کا تصوّر ہی نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات پر ایمان نہیں رکھتے وہ آخرت کے بارے میں انبیائے کرام علیہم السلام کی معلومات اور ان کی پکی خبروں کا مضحکہ اُڑاتے ہیں، حالانکہ درحقیقت وہ مسکین، انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا مذاق نہیں اُڑاتے بلکہ اپنی محدود عقل اور تنگ نظری کا ماتم کرتے ہیں، کل جب اس چیونٹی کے انڈے کا خول ٹوٹے گا اور آخرت کا وسیع اور غیرمحدود عالم آشکارا ہوگا تو وہ اپنی ناتمام عقل پر خود نادم وشرمندہ ہوں گے۔

ان ارشاداتِ طیبہ میں دُنیا کی حقارت وذلت اور آخرت کے مقابلے میں اس کی بے وقعتی وبے وقاری کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اگر یقین کی آنکھ سے دیکھا جائے اور دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے تو کوئی عاقل ایک لمحے کے لئے بھی دُنیا سے دل نہیں لگائے گا، دُنیا کی ذلت وحقارت کے وجوہ واسباب بے شمار ہیں، ان میں سے چند کی طرف یہاں مختصراً اشارہ کیا جاتا ہے:

اوّل:... ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دُنیا مؤمن وکافر، نیک وبد، صالح وفاجر، ہر ایک کے پاس موجود ہے، اور اسے ایک یہودی، ایک چوہڑے چمار اور ایک قادیانی سے عقد کرنے میں بھی عار نہیں، اگر یہ انتہائی درجے کی رذیل اور کمینہ نہ ہوتی تو ایسے رذیلوں سے اس کا کوئی جوڑ نہ ہوتا۔ ایک ایسی بازاری عورت جو ہر چوہڑے چمار سے شب باشی کرنے کی عادی ہو، کون شریف آدمی ہوگا جو اس سے دل لگائے؟

(جاری ہے)

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفی

شہادت کی عظمت وفضیلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حق اور باطل کی کشمکش اور لڑائی روز اول سے جاری ہے۔ ایک طرف کائنات میں اللہ کی بات کو اونچا کرنے والے، اسے نافذ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کے زیر سایہ زندگی گزارنے کا درس دینے والے موجود رہے ہیں تو دوسری طرف شیطان کا ایجنڈا لے کر اسے پھیلانے، لوگوں کو اس کی طرف بلانے اور اسے مزین وخوبصورت کر کے لوگوں کو اس کے پیچھے مسحور کرنے والے بھی موجود رہے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضیات بتلانے اور صراط مستقیم کی ہدایت و راہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ شروع فرمایا، جس کی ابتداً حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی اور اس کی تکمیل اور انتہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کی علمی فضیلت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے جب ملائکہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو فرشتوں نے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے سجدہ کرلیا، لیکن شیطان ابلیس نہ صرف یہ کہ اکڑ گیا بلکہ اس نے یہاں تک کہا کہ میں آپ کے صراط مستقیم پر بیٹھ کر اولادِ آدم کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں ہر طرف سے انہیں گھیروں گا اور راہِ مستقیم سے ہٹا کر آپ کا شکر گزار نہیں رہنے دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا: ’’ان میں سے جو بھی تیرے پیچھے لگے گا، تیرے سمیت سب کو جہنم میں ڈالوں گا۔‘‘

ہر زمانہ میں انبیاء اور ان کے متبعین اہل ایمان نے راہِ راست، راہِ ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کی جدوجہد، کوشش اور سعی بلیغ کی، اس کی پاداش میں شیطان ابلیس، ان کے کارندے، دین کے معاند اور مخالف اور آگے چل کر یہود ونصاریٰ نہ صرف یہ کہ ان کے راستہ باز اور اہل ایمان حضرات کے مخالف ہوئے، بلکہ انہیں قتل کیا، سولیوں پر لٹکایا اور طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں دے کر انہیں موت کے گھاٹ اتارا۔ چونکہ یہ قاتل، ظالم اور سفاک درندے، کبھی اقتدار کے نشے میں، کبھی افرادی قوت وطاقت کے زعم میں اور کبھی مال ودولت کی فراوانی کے خمار میں رعایا، اقلیتوں، غریبوں پر ظلم وستم ڈھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسے مظلوموں، مقہوروں اور مجبوروں کی مدد ونصرت اور تعاون کے لئے ان فرعون، ہامان اور قارون کے جانشینوں کے خلاف جہاد کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی بلکہ ایسے ظالموں، جابروں اور سرکشوں کے ٹکرانے کا نتیجہ بعض اوقات شہادت اور موت کی صورت میں نکلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور شہداً کے فضائل اور مناقب بھی بیان کئے ہیں اور حکم دیا کہ: ’’جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں شعور نہیں۔‘‘ جیسا کہ ارشاد ہے:

’’ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔‘‘ (البقرہ:۱۵۴)

ترجمہ: ’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ (معمولی مردوں کے طرح) مردے ہیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز) حیات کے ساتھ زندہ ہیں لیکن تم (ان) حواس سے (اس حیات کا) ادراک نہیں کرسکتے۔‘‘

اور دوسری آیت میں ایسے شہدا کو مردہ تصور کرنے سے بھی منع فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے:

’’ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً، بل احیاء عند ربھم یرزقون، فرحین بما آتاھم اللّٰہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الاخوف علیھم ولا ھم یحزنون، یستبشرون بنعمۃ من اللّٰہ وفضل وان اللّٰہ لایضیع اجر المؤمنین‘‘ (آل عمران:۱۶۹،۱۷۰،۱۷۱)

ترجمہ: ’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے، وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے اور بوجہ اس کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔‘‘

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لئے چھ انعام ہیں: (۱) اول وہلہ میں اس کی بخشش ہو جاتی ہے (۲) موت کے وقت جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے، (۳) عذاب قبر سے محفوظ اور قیامت کے فزع اکبر سے مامون ہو جاتا ہے، (۴) اس کے سر پر ’’وقار کا تاج‘‘ رکھا جاتا ہے، جس کا ایک نگینہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے، (۵) جنت کی ۷۲ حوروں سے اس کا بیاہ ہو جاتا ہے، (۶) اور اس کے ستر عزیزوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ: ’’شہید کو قتل کی اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔‘‘ (ترمذی، نسائی، دارمی)

یہی وجہ ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی تمنا کی، جیسا کہ حدیث میں ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل‘‘ (مشکوٰۃ ص:۳۲۹)... میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں...

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں انسانیت کو صراط مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے جہاد کا اعلان کیا، جب کہ ایک طرف مانعین زکوٰۃ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، (نماز کی فرضیت کا قائل اور زکوٰۃ کا منکر ہوگا) تو اس کے خلاف جہاد کروں گا۔ اسی طرح جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور کافی جمعیت اکٹھی کر لی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کر کے ان کو واصل جہنم اور اس کے فتنے کو نیست و نابود کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو شہادت کی تمنا اور خواہش دعا کی صورت میں کرنا شروع کر دی: ’’اللّٰھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد حبیبک‘‘... اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور میری موت کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقرر فرما... اس دعا کے نتیجے میں انہیں یکم محرم الحرام کو شہادت کا تمغہ ملا۔

اسی طرح ۱۸/ ذوالحجہ کو حضرت عثمان غنیؓ نے عبداللہ بن سبا یہودی کی پارٹی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا، پھر انہیں لوگوں نے کوفہ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کو شہید کیا۔ حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو خلیفہ تسلیم کیا تو اسی عبداللہ بن سبا یہودی کی ذریت نے ان کو ’’یا مذل المومنین‘‘ کہنا شروع کر دیا اور بالآخر زہر دے کر ان کو بھی شہید کر دیا۔ اس کے بعد اسی پارٹی نے سازشوں کے ذریعہ حضرت حسینؓ کو بلا کر مع خاندان مظلومیت کے ساتھ کربلا کے میدان میں شہید کر دیا اور اس کے بعد آج تک یہ تسلسل ہے۔ ایک طرف حق والے ہیں اور دوسری طرف باطل اور دین بیزار لوگ ہیں اور یہ کشمکش جاری رہے گی۔

خلاصہ یہ کہ جہاد اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو اونچا کرنے، اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول، ظالم کے ظلم کو روکنے اور دنیائے انسانیت کو امن کی نعمت دینے کے لئے کیا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں اگر شہادت بھی نصیب ہو جائے تو ایک مومن کے لئے یہ سودا سستا ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’من مات ولم یغزو لم یحدث بہ نفسہ، مات علی شعبۃ من النفاق‘‘ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد ص:۳۳۱)... جو مر گیا اس حال میں کہ اس نے جہاد نہیں کیا اور اس کے دل میں جہاد کا خیال تک بھی نہیں آیا تو وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا... اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دین پر عمل کرنے اور اس کی مدد و نصرت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

دین کے لئے علم صحیح اور عمل صحیح ضروری ہیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ

ضبط وترتیب: مولانا فیاض احمد عثمانی

دین کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں:

(۱) علم صحیح، (۲) عمل صحیح: امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں علم صحیح اور عمل صحیح کا مدار قائم کیا ہے، علم صحیح کا مدار ''وحی'' ہے، علم کے دیگر اسباب میں کشف، الہام اور حواس بھی ہیں، لیکن یہ سارے اسباب کمزور ہیں، مثلاً ''حواس'' یہ محدود ہیں اور غلطی کرتے ہیں: ''کشف'' اور ''الہام'' بھی غلطی کرتے ہیں، ان کے علاوہ ''عقل'' بھی ناقص اور کمزور ہے، تو یہ چاروں اسباب (عقل، کشف، الہام اور حواس) ناقص ہیں اور غلطی کرتے ہیں، کامل اور صحیح ذریعہ علم صرف اور صرف ''وحی'' ہے۔

عقل کے ناقص ہونے کے دلائل:

(۱) عقل ناقص ہے، اس لئے کہ اس کے سوچنے کا مدار ''حواس'' ہیں اور حواس ناقص ہیں اور غلطی کرتے ہیں، لہٰذا عقل بھی ناقص ہوگی، ''حواس'' محدود ہیں تو ''عقل'' بھی محدود، ''حواس'' غلطی کرتے ہیں تو عقل بھی غلطی کرے گی۔

(۲) عقل خود عقل سے ٹکراتی ہے، یہ تعارض بھی ناقص ہونے کی دلیل ہے۔

پہلے عقل کہتی تھی کہ آسمان ہے اور اب عقل کہتی ہے کہ آسمان نہیں ہے، پہلے عقل کہتی تھی کہ آسمان گھومتا ہے اور اب عقل کہتی ہے کہ زمین گھومتی ہے، پہلے عقل کہتی تھی کہ زمین لمبی ہے اور اب عقل کہتی ہے کہ زمین گول ہے، جب کہ ''وحی'' اس قسم کے تعارض سے محفوظ ہے، خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا'' کہ اگر ''وحی'' غیر اللہ کی طرف سے ہوتی تو اس میں بہت اختلاف ہوتے، تو یہ اختلاف کا پایا جانا ہی ''عقل'' کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری بات: انسان کی تین حالتیں ہیں:

(۱) مبدأ، (۲) معاد، (۳) معاش۔

''عقل'' آج تک انسان کے مبدأ اور معاد کو نہیں سمجھ سکی، کوئی کہتا ہے کہ ہیولی اور صورت ہے، کوئی کہتا ہے کہ ترقی کرکے انسان بنا ہے، ''وحی'' کہتی ہے کہ ہم نے اپنے دستِ قدرت سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے جس سے انسان بنا ہے، اسی طرح ''معاد'' کے بارے میں کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ عقل تو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتی ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ زندہ ہونے کا تذکرہ فرمایا تو مشرکین نے عقلی اعتراضات کئے کہ: ''جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے، پھر کیسے زندہ ہوں گے؟'' تو ''وحی'' نے اس کے دو جواب دیئے ہیں: (۱) حاکمانہ جواب، (۲) حکیمانہ جواب۔ حکیمانہ جواب میں سمجھایا جاتا ہے اور حاکمانہ جواب میں صرف بتایا جاتا ہے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو حاکمانہ جواب دیا اور فرمایا: ''فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ھم بالساھرۃ'' کہ ایک ڈانٹ پڑے گی اور یہ میدان محشر میں ہوں گے، دوسری جگہ حکیمانہ جواب بھی دیا کہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے یا دوسری مرتبہ؟ جب پہلی مرتبہ ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرلیا ہے اور دوسری مرتبہ پیدا کرنا اور زندہ کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے، پہلے آپ کا نام ونشان تک نہ تھا۔

''ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکورا۔''

جب پہلی مرتبہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے تو دوسری مرتبہ پیدا کرنا کیا مشکل ہوگا؟

تو عقل نے انسان کے مبدأ اور معاد کا انکار کیا اور ''وحی'' نے بیان کردیا، لہٰذا وحی قوی ہے۔

تیسری چیز: ''معاش'' ہے، آج تک عقل والے یہ فیصلہ نہیں کرسکے کہ ''روزی'' کس طرح ملتی ہے؟ عقل کہتی ہے کہ روزی ہاتھ پاؤں سے ملتی ہے وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے مال دار ہیں اور انتہائی غریب اور لاچار بھی ہیں، شیخ سعدیؒ نے ایسی ہی عقل والوں کو جواب دیا ہے:

مہیا کن روزئ مار و مور
وگر بے دست و پا اند، وزور

یہ شعر فارسی میں ہے، آج مدارس والوں نے ہماری فارسی کا ستیاناس کردیا ہے، بہت سا علم فارسی کتابوں میں ہے، فارسی ختم کرنے سے آپ اس علم سے بے بہرہ اور لاعلم ہو جائیں گے۔ شعر کا ترجمہ یہ ہے:

''اللہ وہ ذات ہے جو سانپ اور چیونٹی کو روزی دیتا ہے، اگرچہ چیونٹی بغیر زور کے ہے اور سانپ بغیر دست وپا کے ہے۔''

عربی کا ایک شاعر کہتا ہے:

کم عاقل عاقل اعیت مذاھبہ
کم جاھل جاھل تلقاہ مرزوقا

''کتنے عقل والے ہیں کہ جن پر

روزی کے دروازے تنگ ہیں اور کتنے جاہل ایسے ہیں کہ جو بڑی بڑی حیثیت والے (مال دار) ہیں۔"

جب ہم ملتان آئے تو ایک واحد بخش نامی آدمی تھا، وہ کنڈیکٹر تھا، پھر ڈرائیور بنا، پھر بہت ساری بسوں کا مالک اور امیر ترین آدمی بن گیا، اس کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنا نام نہیں لکھ سکتا تھا، دستخط کرنے نہیں آتے تھے، تو عقل یہ نہیں بتا سکتی کہ کسی کو کم کیوں ملتا ہے اور کسی کو زیادہ کیوں ملتا ہے؟

ھذا الذی ترک الاوھام حائرۃ
صیر العالم زندیقا

"یہی وہ بات ہے جو عقلوں کو حیران و پریشان کر دیتی ہے اور ایک عالم کو زندیق (کافر) بنا دیتی ہے۔"

ایک شاعر نے بھی انہی عقل والوں کو خوب جواب دیا ہے:

کم جاہل جاہل فی القری
کم عالم عالم فی بیت الکری

"کتنے جاہل اور بے علم لوگ ہیں جو بستیوں کے مالک ہیں اور کتنے علم والے ایسے ہیں جو کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔"

(یہاں بھی سب علماء تقریباً کرایہ کے مکان میں ہی رہ رہے ہیں) تو درحقیقت یہ اللہ کی ہی تقسیم ہے، جس کو چاہے جتنا دے دے، کسی کو اعتراض کرنے اور پریشان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ کی اس تقسیم پر راضی رہنا چاہئے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ علم دین کا مدار "وحی" ہے نہ کہ "عقل" البتہ یہ بھی یاد رکھو کہ عقل اگرچہ دین کا مدار نہیں ہے تو پھر یہ "بے کار" بھی نہیں ہے۔ یہ وہ جوہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمایا ہے اور اس انسان کو اس وحی کا مکلف بنایا ہے اور انسان میں اللہ نے "عقل" رکھی ہے اور عقل ہی مکلف ہونے کا سبب ہے، جب عقل "وحی" سے ٹکراتی ہے تو پھر الحاد اور زندقہ لاتی ہے اور جب یہی عقل "وحی" سے دوستی لگاتی ہے تو پھر "فقہ اور مسائل کا حل" نکال لاتی ہے "وحی" ایک سمندر ہے "عقل" اس میں غوطہ لگا کر موتی نکالتی ہے، فقہائے کرام ہمارے محسن ہیں، یعنی جو "وحی" میں غوطہ لگا کر مسائل حل کرتے ہیں، ان کو "فقہاء" کہتے ہیں اور جو "عقل" کے ذریعہ "وحی" سے ٹکراتے ہیں ان کو "فلسفی" کہتے ہیں:

فلسفی کو بحث میں خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے مگر سرا ملتا نہیں

خلاصہ کلام: امام بخاریؒ نے ہمیں بتایا کہ اگر علم صحیح حاصل کرنا چاہتے ہو پھر "وحی" کو مدار بناؤ، باقی "عمل صحیح" کے بارے میں حدیث لائے: "انما الاعمال بالنیات... الخ"

جیسی نیت ہوگی، ویسی ہی مراد پوری ہوگی، امام بخاریؒ نے یہاں حدیث مکمل بیان نہیں فرمائی، دوسری جگہ مکمل حدیث بیان فرمادی ہے، ایک ہے "جلب منفعت" (نفع حاصل کرنا) اور ایک ہے "دفع مضرت" (نقصان اور تکلیف کو دور کرنا) ان میں سے دفع مضرت زیادہ ضروری ہے، لہٰذا امام بخاریؒ نے یہ بھی بتادیا کہ "ہجرت" سے مقصود دنیا (دولت اور عورت) نہیں ہونی چاہئے بلکہ اللہ کی رضا مقصود ہونی چاہئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ وہ آدمی جو تماشا کر کے دنیا حاصل کرتا ہے وہ بہتر ہے اس شخص سے جو دین بیچ کر دنیا حاصل کرتا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کی مثال اس کی طرح ہے جو سونے اور جواہرات کو مینگنیوں کے بدلے بیچتا ہے، کیونکہ یہ دین موتی ہے اور دنیا مردار ہے تو اس دین کو دنیا کمانے کے لئے استعمال کرنا غلط ہے، ناجائز ہے اور یہ علم کی توہین ہے اور علم کو ضائع کرنا ہے۔

آپ تمام محدثین و فقہاء کرام کے حالات پڑھیں تو پھر آپ کو ان کا اخلاص معلوم ہو جائے گا۔

محدثین کا اخلاص:

☆... ایک محدث کی آنکھ میں تکلیف ہوگی، ایک شاگرد سرمہ لایا اور پیش کیا، تو پوچھا: کہ کیا تو نے مجھ سے حدیث پڑھی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! تو فرمایا کہ میں سرمہ قبول نہیں کرسکتا کہ کہیں یہ حدیث پڑھانے کے عوض (بدلہ) نہ ہو جائے۔

☆... ایک محدث کا شاگرد حکومت کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہو گیا، اس نے پیغام بھیجا کہ آپ کو حکومت کا عہدہ دلواؤں، استاذ نے فرمایا کہ میں کل سوچ کر بتلاؤں گا، رات کو اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ: اے اللہ! مجھے اس آزمائش سے محفوظ فرما اور اس ابتلا سے پہلے پہلے مجھے اپنے پاس بلالے، تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ان محدث کا انتقال ہو گیا۔

☆... اس اخلاص کے علاوہ محنت اور تقویٰ کا حصول بھی ضروری ہے، ان کے بغیر بھی علم دین حاصل

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

نہیں ہوتا، باقی رہی یہ بات کہ محنت زیادہ ضروری ہے یا تقویٰ؟ تو درست بات یہ ہے کہ تقویٰ بہت زیادہ ضروری ہے، کیونکہ محنت کرنے والا تقویٰ کے نہ ہونے کی وجہ سے دین سے محروم ہوسکتا ہے، جب کہ تقویٰ اور ادب والا طالب علم کم محنت کے ساتھ ''دین'' حاصل کرسکتا ہے، تقویٰ والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا خاص انعام کرم اور علم بھی عطا فرمادیتے ہیں، مثال سے سمجھیں:

ایک حدیث میں ہے: ''الغیبة اشد من الزنا'' ... غیبت زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے... اس کی دلیل یہ ہے کہ علما (بہت کم ہوں گے) جو اس زنا والے گناہ میں مبتلا ہوں گے اور غیبت سے بہت کم بچیں گے (یہ بیماری عام ہے)۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ایک ہوتی ہے ''حب باہ'' (نفسانی خواہش) اور ایک ہوتی ہے ''حب جاہ''۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے وجہ یہ بتائی کہ غیبت یہ ''جاہی'' گناہ ہے اور زنا یہ ''باہی'' گناہ ہے اور ''باہی'' یعنی خواہش نفسانی یہ کبھی نہ کبھی ختم ہوجاتی ہے جب کہ ''حب جاہ'' یہ قبر تک ساتھ جاتی ہے، مرنے کا وقت ہوتا ہے اور پھر بھی اس عالم کے اندر حب جاہ ہوتی ہے کہ میری قبر فلاں جگہ بنے، میرا جنازہ ایسا ہو وغیرہ وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ حب جاہ والا گناہ زیادہ سخت ہے ''حب باہ'' سے بھی، اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائیں۔

الحاصل: ''تقویٰ'' بہت ضروری ہے، باقی ''ادب'' بھی بہت ضروری ہے، ''ادب'' کے ساتھ ''دین'' کامل اور قوی ہوتا ہے، ادب کے بغیر آدمی دین کی خدمت سے محروم رہتا ہے۔ علامہ برہان الدینؒ نے فرمایا:

ما وصل من وصل الا بالحرمة
وما سقط من سقط الا بترک الحرمة

جو بھی کسی مرتبہ اور مقام تک پہنچا ہے تو وہ ادب کی وجہ سے پہنچا ہے، اور جو بھی کسی مقام سے گرا ہے تو وہ بے ادبی کی وجہ سے گرا ہے، اس میں استاذ، کتاب، درس گاہ اور تمام اسباب علم کا ادب بھی شامل ہے۔

چوتھی بات: اس کے ساتھ ساتھ ''عجب، تکبر اور بے حیائی'' سے بچنا بھی ضروری ہے، یعنی شرم کرنے اور تکبر کرنے اور خود پسندی کرنے سے بھی آدمی علم سے محروم ہوجاتا ہے۔ حیاء کبر اور عجب ''علم'' سے مانع ہیں، ان سے بچنا ہوگا۔

پانچویں چیز: علم میں سخاوت بھی ضروری ہے، یعنی اگر کسی طالب کو سمجھ نہیں آیا تو اسے سمجھانا ہے، تکرار کرنا ہے اور اس علم کو آگے سمجھانا اور پھیلانا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے فائدہ پہنچانے میں بخل نہیں کیا اور فائدہ حاصل کرنے میں حیا نہیں کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''وحی'' مدار ہے ''صحیح علم'' کا اور ''اخلاص'' مدار ہے ''صحیح عمل'' کا، لہٰذا علم صحیح اور عمل صحیح کے ساتھ چلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔☆☆☆

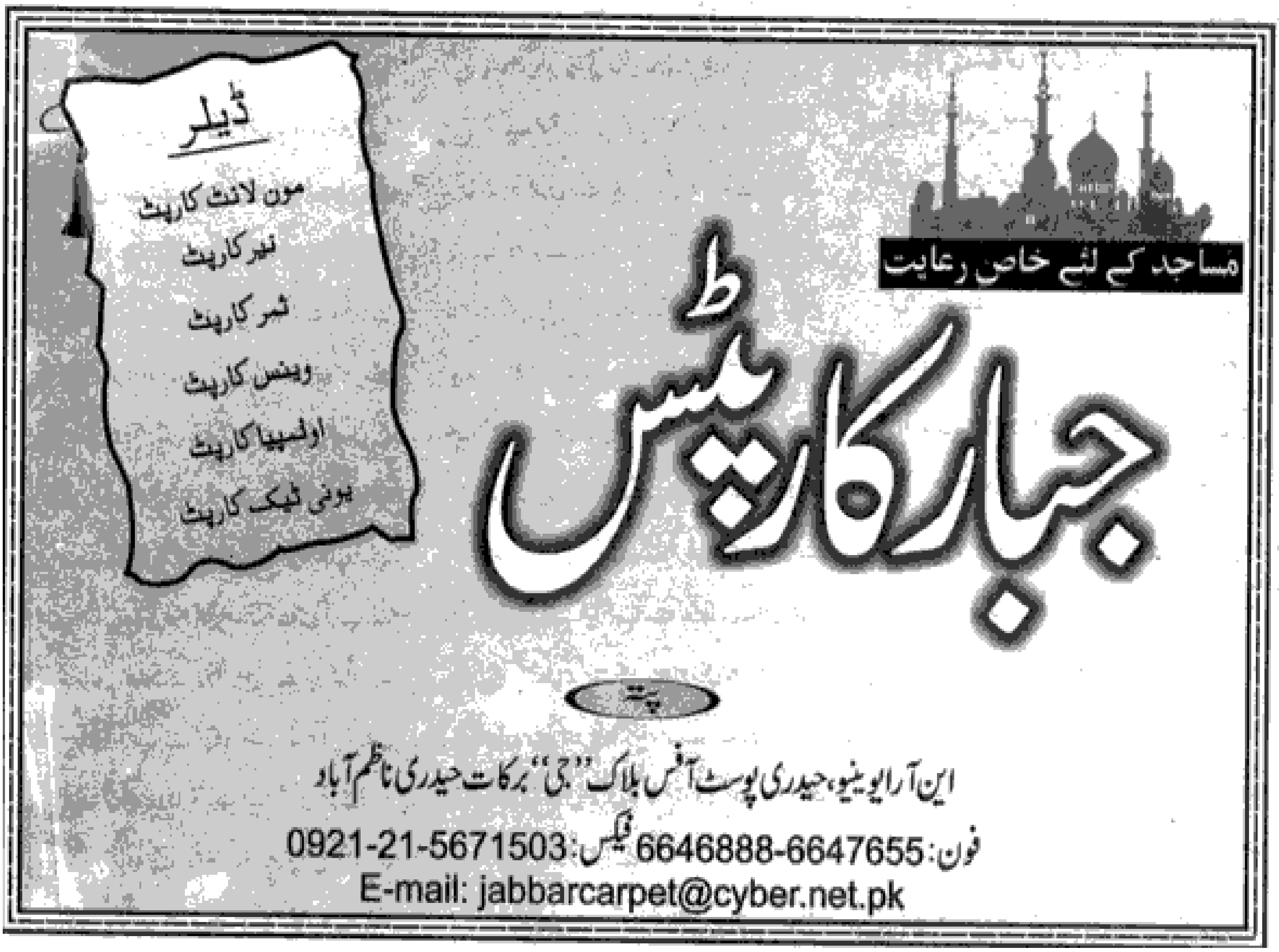

نقوشِ سیرت سے ایک ورق

سیرت نبوی ﷺ میں اعتدال وتوازن

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

ہمارے حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام میں اعتدال کا طریقہ اختیار کرنے کو پسند فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خیر الأمور أوسطہا۔"

ترجمہ: "معاملات میں بہتر وہ ہیں جو درمیانی ہوں۔"

چنانچہ آپ ﷺ نے متعدد موقعوں پر از خود اپنے عمل سے بتایا اور توجہ دلائی۔

آپ ﷺ کے پاس تین صحابیؓ بڑے ایمانی جذبے کے ساتھ آئے۔ ایک نے کہا کہ رات رات بھر میں عبادت کیا کروں گا' دوسرے نے کہا کہ میں روز روزہ رکھوں گا' تیسرے نے کہا کہ میں کبھی شادی نہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور روزے رکھتا ہوں اور روزے سے خالی دن بھی چھوڑتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں' جو میرے طریقے پر نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسی طرح حج کے موقع پر ایک صحابی بیمار ہو گئے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ میں سوچتا ہوں کہ اپنا سارا مال ومتاع اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سارا مال صدقہ نہ کرو' انہوں نے کہا کہ نصف صدقہ کردوں' آپ ﷺ نے فرمایا نصف نہ کرو' انہوں نے کہا ایک تہائی کردوں' فرمایا ایک تہائی کر سکتے ہو اگرچہ وہ بھی زیادہ ہے' دیکھو! تم اپنے بچوں کے لئے تنا مال چھوڑ جاؤ کہ وہ اس سے اپنا کام چلا سکیں یہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم ان کو فقیر کی طرح چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

اسی طرح ایک صاحب اپنی ضرورتیں مانگ کر پوری کرتے تھے آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس کچھ سامان ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک پیالہ ہے اور ایک چادر۔ آپ ﷺ نے کہا کہ لاؤ۔ آپ ﷺ نے اس کا نیلام فرمایا' وہ دو درہم میں فروخت ہوا' آپ ﷺ نے ایک درہم ان کو دیا کہ اس سے تم اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرو اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خریدی اس میں دستہ لکڑی سے کاٹ کر خود لگایا اور ان صاحب کو دیا کہ اس سے لکڑی کاٹ کر لایا کرو اور فروخت کیا کرو اور اس طرح اپنی کمائی سے کام چلایا کرو۔

ایک طرف آپ ﷺ کا یہ انداز تھا' دوسری طرف یہ تھا کہ دو بھائی تھے ایک بھائی کام کاج اور محنت کرتے' دوسرے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دین سیکھنے کے لئے حاضری دیتے تھے' تو ایک روز کام کرنے والے بھائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یہ میرے بھائی ہیں' ہاتھ نہیں بٹاتے اپنا سارا وقت آپ ﷺ کی خدمت میں ہی رہ کر گزار دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو کام سے جو آمدنی ہوتی ہے کیا عجب ہے کہ تمہارے ان بھائی کے دین سیکھنے کی برکت ہی سے ہو رہی ہو۔ یعنی آپ ﷺ نے محسوس کرلیا کہ وسیلہ اختیار کرنے کے باوجود رزق اللہ دیتا ہے' اسی کی مرضی کا کام ہو تو برکت ہوتی ہے ورنہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہے۔

حضرات انصار رضی اللہ عنہم اجمعین زراعتی کام کرنے والے تھے' جہاد اور دوسرے دینی کاموں کے تسلسل سے وہ کاشتکاری اور باغبانی کو ایک عرصہ تک کوئی زیادہ وقت نہ دے سکے' ایک موقع پر وہ یہ محسوس کرکے کہ ہم اب اپنی کاشتکاری وغیرہ میں مسلسل لگ سکتے ہیں' ادھر متوجہ ہوئے تو ان کی کمائی کے کام میں لگ جانے سے اسلام کے بڑھتے ہوئے قافلے کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو جانے کا خطرہ تھا' اس لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا:

"ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔"

ترجمہ: "اپنے کو تباہی میں نہ ڈالو یعنی اگر تم دنیا کی طرف (اگرچہ وہ جائز ہے) دین کا کام چھوڑ کر لگ گئے تو یہ تمہارے لئے تباہی کی بات ہوگی۔"

یہ تھا وہ اعتدال اور درمیان کی راہ' جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ڈالا تھا اور اس کی تربیت دی تھی کہ اپنی دنیاوی زندگی کی حسب ضرورت فکر رکھو اور اپنے دین کے حق کو بھی پوری طرح ادا کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "الدین یسر" کہ مذہب آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لئے مذہب کو آسان بنا دیا ہے' اس پر پوری طرح عمل کرنا آسان ہے' دین پر پورا عمل کرنے سے برکت ہوتی ہے اور اللہ کی نصرت کے وعدے پورے ہوتے ہیں' امت محمدیہ کے لئے اس میں آسانی ہے اور یہی اس فلاح کی راہ ہے۔

اسلام میں دین و دنیا دونوں کی رعایت رکھی گئی ہے' اس میں آسانی کے ساتھ اعتدال بھی ہے اس طرح دین پر عمل آسانی اور خوبی کے ساتھ ہوتا ہے' آدمی کو ایسے مجاہدے نہیں کرنا پڑتے کہ اس کی طاقت سے باہر ہو' یہ ایسی نعمت ہے کہ کسی دوسرے مذہب میں نہ ملے گی' اس کے بعد مسلمانوں کا دین پر عمل کرنے میں کوتاہی کرنا بہت عجیب بات ہے اور افسوس کی بات بھی ہے۔ ☆☆☆

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول

حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

مولانا محمد رمضان لدھیانوی

عبیدہ اللہ بن زیاد نے عمر ابن سعد کو چار ہزار فوج دے کر اور حر بن یزید تیمی کو ایک ہزار فوج دے کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سراغ لگانے کے لئے مقرر کردیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ شش و پنج کے عالم میں مقام شراف سے آگے بڑھے تو حر بن یزید ایک ہزار فوج کے ساتھ سامنے آیا۔ آپؓ نے فرمایا:

''اے لوگو! میری معذرت خدا اور تمہاری طرف ہے، میں تمہارے پاس تمہارے خطوط کے بغیر نہیں آیا، اگر تم وعدوں پر سچے ہو تو میں تمہارے شہر آتا ہوں اور اگر تمہیں پسند نہیں تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں چلا جاؤں گا۔''

حر نے کہا: ہمیں ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ کے ساتھ رہیں اور گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے چلیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: موت تیرے زیادہ قریب ہے، واپس ہونے کا ارادہ کیا تو حر واپسی کے راستے میں اپنی فوج لے کر کھڑا ہو گیا۔ (الامم والملوک، ۳/۳۰۶)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شمال کی جانب کوچ کیا تو قادسیہ میں عمر ابن سعد چار ہزار فوج کے ساتھ مقیم تھا، اس لئے واپس پلٹ کر دس میل چلنے کے بعد محرم ۶۱ ہجری کربلا میں آ کر ٹھہر گئے۔ دوسرے دن عمر ابن سعد بھی سراغ لگاتا ہوا کربلا میں پہنچ گیا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: ''میں تین باتیں پیش کرتا ہوں، ان تین میں سے جس کو چاہو میرے لئے منظور کرلو: (۱) جس طرف سے میں آیا ہوں اسی طرف واپس جانے دو تاکہ میں عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو جاؤں، (۲) مجھے کسی سرحد کی طرف جانے دو تاکہ وہاں کفار سے لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں، (۳) مجھ کو سیدھا یزید کے پاس دمشق کی جانب جانے دو تاکہ میں براہِ راست اس سے اپنا معاملہ اسی طرح طے کرلوں جیسے میرے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہؓ سے طے کیا تھا۔'' (تاریخ اسلام: ۵۲۱)

عمر ابن سعد یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا: میں ابھی ابن زیاد کو اطلاع دیتا ہوں، امید ہے وہ ان میں سے کسی بات کو منظور کرلے گا۔ ابن زیاد بھی ابن سعد کا خط پڑھ کر بہت خوش ہوا اور کہا: حسینؓ نے وہ بات پیش کی ہے، جس سے فتنہ کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا، لیکن قریب بیٹھے ہوئے بدبخت شمر ذی الجوشن نے کہا: اگر حسینؓ یزید کے پاس چلے گئے تو ان کے مقابلے میں تیری کوئی عزت و قدر باقی نہیں رہے گی اور وہ تجھ سے زیادہ مرتبہ حاصل کرلیں گے، لہٰذا ابن زیاد نے جواب دیا: تینوں باتیں اس طرح منظور نہیں ہوسکتیں، یا تو حسین کو میرے پاس لاؤ ورنہ جنگ کر کے ان کا سر کاٹ کر بھیج دو، اور شمر سے کہا: مجھے ابن سعد پر منافقت کا شبہ ہے اور تم سے بہتر اس کام کے لئے دوسرا کوئی شخص نہیں، لہٰذا تم جاؤ اور جاتے ہی لڑائی چھیڑ دو اور کام جلدی ختم کردو۔ شمر نے کہا: میری ایک شرط ہے وہ یہ کہ میری بہن ام البنین بنت حرام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے عبید اللہ، جعفر، عثمان اور عباس پیدا ہوئے جو میرے بھانجے ہیں، ان چاروں کی جان کی امان دے دیں، ابن زیاد نے امان نامہ لکھ کر مہر لگادی۔ جمعرات ۹ محرم کو شمر بھی کربلا میں پہنچ گیا، رات کو ابن زیاد کا حکم پہنچا کہ اسی وقت پانی پر قبضہ کرلو اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کے لئے پانی بند کردو۔ (تاریخ طبری، ۳/۳۱۱)

عمر ابن سعد نے عمرو بن الحجاج کو پانچ سو سوار دے کر ساحل فرات پر متعین کردیا، حضرت حسینؓ نے اپنے بھائی عباس بن علی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ پانی لینے کو بھیجا، مگر ان ظالموں نے پانی نہ لینے دیا۔ ۱۰/محرم کی صبح کو شمر اور ابن سعد نے صفوفِ لشکر میدان میں قائم کیں، حضرت حسینؓ نے بھی اپنے ساتھیوں کو مناسب ہدایت کے ساتھ متعین کیا، شمر نے اپنے بھانجوں عبید اللہ، جعفر، عثمان کو بلا کر امان کی پیشکش کی تو انہوں نے کہا: ابن زیاد کی امان سے خدا کی امان بہتر ہے۔

حضرت حسینؓ اونٹ پر سوار ہو کر کوفی لشکر کے سامنے آئے اور بلند آواز سے فصیح و بلیغ اور لاجواب تقریر شروع کی:

''تم میں سے ہر شخص مجھ کو جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ بھی آگاہ ہو جائے، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اور علی کرم اللہ وجہہ کا بیٹا ہوں، حضرت فاطمہؓ میری ماں اور حضرت جعفرؓ طیار میرے چچا تھے، مجھے اور میرے بھائی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانانِ جنت کا سردار بتایا ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا بھی باقی ہوتا

تو تمام عیسائی اس گدھے کی پرورش اور نگہداشت میں مصروف رہتے، تم کیسے مسلمان اور کیسے امتی ہو کہ اپنے رسول کے نواسے کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ نہ تم کو خدا کا خوف ہے نہ رسول کی شرم، میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پڑا تھا، تم نے مجھے وہاں نہ رہنے دیا پھر مکہ معظمہ میں مصروف عبادت تھا، تم کوفیوں نے مجھ کو وہاں بھی چین نہ لینے دیا، بلکہ مسلسل خطوط بھیجے کہ ہم تم کو امامت کا حقدار سمجھتے ہیں اور بیعت کرنا چاہتے ہیں، جب تمہارے بلانے پر یہاں آیا تو تم مجھ سے برگشتہ ہوگئے، اب بھی اگر تم میری مدد کرو تو مجھے قتل نہ کرکے آزاد چھوڑ دو تاکہ میں مکہ یا مدینہ میں جاکر مصروف عبادت ہو جاؤں۔''

سب خاموش رہے، کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ میں نے تم پر حجت پوری کردی۔ پھر ایک ایک کا نام لے کر آواز دی: ''اے شبث بن ربعی، اے حجاج بن الحسن، اے قیس بن الاشعث، اے حر بن یزید تمیمی! تم نے مجھ کو باصرار یہاں نہیں بلوایا تھا؟'' یہ سن کر سب نے کہا: ہم نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھا اور نہ بلایا ہے۔

اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوکر لڑائی کے لئے تیار ہوگئے، جنگ شروع ہوئی تو حر بن یزید تمیمی اس انداز سے کہ جیسے کوئی حملہ آور ہوتا ہے، اپنی ڈھال سامنے کرکے اور گھوڑا دوڑا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ڈھال پھینک دی اور کہا: میں وہ شخص ہوں جس نے آپ کو روک کر واپس نہ جانے دیا، میں اپنی اس خطا کی تلافی میں آپ کی طرف سے کوفیوں کا مقابلہ کروں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور اس کو دعا دی۔ (تاریخ اسلام،۵۲۶)

جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں کی تعداد کتنی تھی؟ اس بارے میں کوئی بات بھی یقینی طور پر نہیں کہی جاسکتی، البتہ بعض روایات کی بنا پر زیادہ سے زیادہ تعداد دو سو چالیس کہی جاسکتی ہے۔

حضرت حسینؓ کے ساتھیوں نے آل ابی طالب کو اس وقت تک میدان میں نہ نکلنے دیا، جب تک کہ وہ سب ایک ایک کرکے شہید نہ ہوگئے، پھر یکے بعد دیگرے عبداللہ بن مسلم بن عقیل اور عبداللہ بن عقیل، عبدالرحمن بن عقیل، جعفر بن عقیل میدان میں لڑتے ہوئے شہید ہوگئے، ان کے بعد عبداللہ بن حسن نے میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے ان کی مدد کے لئے فیروز آئے، انہوں نے ایسے ہاتھ دکھائے کہ ایک سو تیں کو تیروں سے اور بیں کو تلوار سے قتل کیا، آخرکار لڑتے لڑتے فیروز اور عبداللہ بن حسن بھی شہید ہوگئے، پھر انہی کی اتباع میں ابوبکر ابن الحسن و عمر بن الحسن داد شجاعت دینے میدان میں آئے اور شہید ہوئے۔ حضرت حسنؓ کے چوتھے صاحبزادے حضرت قاسم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اجازت سے میدان میں آئے اور ایسا حملہ کیا کہ دشمنوں کے ہوش اڑ گئے۔

بہادر نامور جو جو مقابل ہوکے آتے تھے
وہ اپنا ہاتھ اپنی زندگی سے دھو کے جاتے تھے

ارزاق نامی پہلوان حضرت قاسم کو مقابلہ پر دیکھ کر کہنے لگا: ایک لڑکے کے سامنے کیسے جاؤں؟ ہاں میں اپنے بیٹے کو بھیجتا ہوں، چنانچہ اس کا جو بیٹا بھی مقابلے پر آیا مارا گیا، آخر میں خود نکلا، قاسم بن حسن نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ تلوار زرہ کاٹ کر پار نکل گئی۔ ان کے بعد محمد بن علی، عثمان بن علی، عبداللہ بن علی، جعفر بن علی، عباس بن علی نے جام شہادت نوش فرمایا، پھر علی اکبر نے دشمنوں پر پے در پے حملے کرکے چھکے چھڑا دیئے اور خود بھی شہید ہوکر اپنے ساتھیوں سے جاملے۔ (منہاج التبلیغ،۳۳۸)

اب حضرت حسین تنہا باقی رہ گئے، لیکن آپ نے اپنے سامنے قریبی اعزہ و اقربا کو کٹتے دیکھ کر جس ہمت، جرأت و استقامت، جواں مردی کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت حسینؓ نے پہلے گھر والوں کو صبر کی تلقین فرمائی پھر مردانہ وار میدان جنگ میں نکل آئے اور اس انداز سے مخالفین پر حملے کئے کہ شمر ذی الجوشن اور ابن سعد آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: آج تک ہم نے ایسا بہادر اور جری انسان نہیں دیکھا، جب آپ کا گھوڑا مارا گیا تو پیدل لڑنا شروع کردیا، کوئی شخص بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ حضرت حسینؓ میرے ہاتھ سے شہید ہوں، بلکہ ہر کوئی مقابلے سے بچتا اور طرح دیتا تھا، آخر میں شمر نے چھ افراد کو ساتھ لے کر حملہ کیا، ایک بدبخت نے تلوار کے وار سے بایاں ہاتھ کاٹ دیا، آپ نے اس پر جوابی وار کرنا چاہا لیکن دایاں ہاتھ بھی زخمی ہونے کی وجہ سے تلوار نہ اٹھا سکے، پیچھے سے سنان ابن انس نخعی نے نیزہ مارا جو شکم مبارک سے پار ہوگیا، آپ نیچے گر گئے، اس بدبخت نے نیزہ کھینچا تو اس کے ساتھ ہی آپ کی روح بھی پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ایک روایت کے مطابق آپ کے جسم مبارک پر ۳۳ زخم نیزوں کے اور ۳۴ زخم تلواروں سے لگے جبکہ تیروں کے زخم ان کے علاوہ تھے۔ (تاریخ اسلام،۵۲۷)

حضرت حسین شہیدؓ کا سر یزید کے پاس لایا گیا تو وہ زار و قطار رونے لگا اور اس کے گھر میں کہرام مچ گیا۔ یزید نے کہا: میں تو حضرت حسینؓ کے قتل کیے بغیر بھی تم پر راضی ہو جاتا۔ خدا لعنت کرے ابن سمیہ (عبید اللہ بن زیاد) پر، خدا کی قسم! اگر میں حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تو اسے معاف کردیتا۔ (محاضرات،۲/۱۲۹)

مستورات کو چند روز یزید نے اپنے گھر رکھ کر علی زین العابدین (جو کم عمر اور بیمار ہونے کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہوسکے تھے) کے ساتھ مدینہ روانہ کیا اور ہر قسم کی امداد کا وعدہ کیا۔ ☆☆

عاشورۂ محرم: فضائل واحکام

سیّد محمود اللہ نور

قرآن پاک میں سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے اور جس روز سے اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اسی روز سے چار مہینوں کو حرمت والا بھی بنایا۔

بارہ مہینوں میں چار حرمت والے مہینے مندرجہ ذیل ہیں: (۱)ماہ رجب المرجب، (۲)ماہ ذوالقعدہ، (۳)ماہ ذوالحجہ، (۴)ماہ محرم الحرام۔

محرم الحرام حرمت والے مہینوں میں سے ایک اہم مہینہ ہے اور اس ماہ میں عاشورہ کا دن بھی ہے جس میں عبادت کرنے والے کے لئے ثواب عظیم مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے محرم کے کسی دن روزہ رکھا، اس کو ہر روزے کے عوض تیس دن کے روزوں کا ثواب ملے گا۔''

میمون بن مہرانؒ نے حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس نے محرم کی دس تاریخ یعنی یوم عاشورہ کا روزہ رکھا، اس کو ثواب عظیم دیا جائے گا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین، پہاڑوں، سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا۔ لوح وقلم کو بھی عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے۔ حضرت آدم کو جنت میں عاشورہ کے دن داخل فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی عاشورہ کے دن پیدا ہوئے۔ فرعون کو عاشورہ کے دن دریائے نیل میں غرقاب کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی عاشورہ ہی کے دن قبول فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عاشورہ ہی کے دن پیدا ہوئے اور قیامت بھی عاشورہ کے دن ہی برپا ہوگی۔

یوم عاشورہ کی ایک اور بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ اسی دن حضرت امام حسینؓ کی شہادت ہوئی۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے کہ حضرت حسینؓ بھی تشریف لے آئے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نواسۂ رسول آپ کے سینہ مبارک پر چڑھے ہوئے کھیل رہے تھے تو ام سلمہؓ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں مٹی کا ایک ٹکڑا اور چشم مبارک سے آنسو جاری تھے، جب حضرت حسینؓ کھیل کر چلے گئے تو ام سلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب امام حسینؓ آپ کے سینے پر کھیل رہے تھے تو آپ کے ہاتھ میں مٹی تھی اور آپ اشک باری فرما رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! حسینؓ جب میرے سینے پر کھیل رہے تھے تو میں اس وقت بہت خوش تھا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے وہ مٹی لا کر دی جس پر حسینؓ کو شہید کیا جائے گا۔'' یہی سبب میری اشک باری کا تھا۔

عاشورہ کی وجہ تسمیہ:

عاشورہ کی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے، اس کی وجہ مختلف طور پر بیان کی گئی ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ یہ محرم کا دسواں دن ہوتا ہے، اس لئے اس کو عاشورہ کہا گیا ہے اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بزرگیاں دنوں کے اعتبار سے امت محمدیہ کو عطا فرمائی ہیں، اس میں یہ دن دسویں بزرگی کا حامل ہے، اسی مناسبت سے اس کو عاشورہ کہتے ہیں۔

(۱) پہلی بزرگی رجب کی ہے وہ اللہ کا ماہ رحم ہے، باقی مہینوں پر ماہ رجب کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی امت محمدیہ کی فضیلت دوسری امتوں پر۔

(۲) ماہ شعبان کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر۔

(۳) تیسرا ماہ رمضان۔

(۴) چوتھی شب قدر، یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(۵) پانچواں دن عیدالفطر کا ہے، یہ دن روزوں کا اجر ملنے کا دن ہے۔

(۶) عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت، یہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے دن ہیں۔

(۷) ساتواں فضیلت کا دن عرفہ ہے، اس دن کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کا

کفارہ ہو جاتا ہے۔

(۸) آٹھواں دن قربانی کا دن ہے۔

(۹) نواں دن جمعہ کا دن ہے اور یہ دن سیدالایام ہے،یعنی دنوں کا سردار۔

(۱۰) دسواں دن عاشورہ کا دن ہے،اس دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کسی نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح ادا کی کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے پچاس برس گزشتہ اور پچاس برس آئندہ کے گناہ معاف فرمادے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مزید روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن یعنی عاشورہ کے دن روزہ فرض کیا گیا تھا،تم بھی اس دن روزہ رکھو اور اپنے گھر والوں کے خرچ میں اس روز فراخی روا رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ پورے سال آسودگی وکشائش عطا فرماتا رہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول حدیث میں کچھ اس طرح ملتا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دسویں محرم کو روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہود ونصاریٰ بھی اس دن کو بڑا اور بزرگ جانتے ہیں،اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ سال ہوگا تو ہم انشاء اللہ نویں محرم کو بھی روزہ رکھیں گے یعنی یہود ونصاریٰ سے امتیاز کے لئے دو روزے رکھنے کی ہدایت ملتی ہے۔

☆☆..................☆☆

مکتوب نیپال

مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال کی کارکردگی

محترمی ومکرمی جناب حضرت امیر صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ کرے آپ بخیر وعافیت ہوں

الحمدللہ! یہاں کے جملہ احباب بخیر ہیں اور شب وروز بعافیت گزر رہے ہیں۔مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمی حسب استطاعت جاری ہے۔گزشتہ دنوں ایک پروگرام جھوراہاٹ میں کیا گیا۔الحمدللہ! پورے علاقے کے لوگ شریک ہوئے۔مولانا محمد حضرت،مولانا محی الدین،مولانا اختر حسین،محمد جبریل نے خطاب کیا۔پندرہ دن قبل بھٹہ (اینٹ بننے کی جگہ) ایک جلسہ منعقد کیا گیا،نیز مشرقی نیپال کے حساس علاقوں کے دورے کئے گئے اور مختلف مساجد میں دروس وخطابات کے اہتمام کئے گئے،اسی طرح مغربی نیپال نارائنی انچل کے دورے کئے گئے،بیرگنج سے تقریباً ۳۰ کلومیٹر شمال مغرب جنگل کے کنارے ایک گاؤں رنگپور میں مرزائی مبلغ سے بحث ومباحثہ کے بعد ان کی کتابیں اور اشتہارات ضبط کئے گئے،اس دورہ کے درمیان معلوم ہوا کہ قصبہ پرسونی بھاٹا میں ...ونی اسکول میں کئی مسلمان بچے زیر تعلیم ہیں۔چنانچہ وہاں مقامی لوگوں کی ایک نشست بلاکر مرزائی تعلیم اور اس کی زہرناکی کو واضح کیا گیا،چنانچہ لوگوں نے اپنے بچوں کو مرزائی اسکول سے نکال لیا اور دوسرے اسکول میں داخل کرایا۔اسی طرح بیرگنج مرلی جہاں قادیانی آفس ہے مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت نے متعدد دورے کئے انفرادی ملاقاتوں اور جمعہ کے خطبوں کے ذریعے علاقہ کے عوام وخواص کو عقیدۂ ختم نبوت سمجھایا اور قادیانی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا،کچھ دنوں سے (مسلم ٹی وی) کے نام سے مرزائیوں نے نیپال میں بھی ٹیلی ویژن پروگرام نشر کرنا شروع کردیا تھا اور یہ کام سرکاری منظوری لئے بغیر ہورہا تھا،چنانچہ کاٹھمنڈو پہنچ کر وہاں کے دردمند وحساس احباب کو جوڑا گیا،آپسی صلاح ومشورہ کے بعد طے پایا کہ وزیر مواصلات کو عرضداشت دی جائے،چنانچہ نیپالی جامع مسجد کاٹھمنڈو کے ذمہ داران کی سرکردگی میں تمام مکاتب فکر کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد تشکیل پایا۔ ۱۷-افراد پر مشتمل وفد نے وزیر مواصلات سے ملاقات کرکے وزیر موصوف کو خبردار کیا کہ ملک نازک صورتحال سے گزر رہا ہے طبقاتی کشمکش سر ابھار رہا ہے،ایسے میں مرزائی (مسلم دشمن) عناصر کو (مسلم ٹی وی) کے نام سے ٹیلی ویژن پروگرام چلانے کی اجازت دینا (جو سراسر اسلام مخالف ہے) اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے،اس سے ملک میں فرقہ واریت پھیل سکتی ہے اور ملکی امن وامان کو سخت خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

وزیر موصوف نے وفد کے تحریری بیان کو مثبت قدم قرار دیتے ہوئے یقین دہانی کرائی کہ مذکورہ ٹی وی چینل پر روک لگایا جائے گا اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ وزیر داخلہ سے مل کر ان کے سامنے بھی بات رکھی جائے گی۔یہ مجلس کی کارکردگی کی اجمالی رپورٹ ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور آپ حضرات کی دعاؤں سے انجام دیا جارہا ہے،دعا فرماویں اللہ رب العزت اخلاص کے ساتھ تاحیات خدمت دین کی توفیق دے۔والسلام

خادم القوم

محمد اسلام ندوی

صدر مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال

ندامت کے آنسو!

مولانا شمس الحق ندوی

زندگی کی وہ ساعت بڑی مبارک تھی جب اس نے عمر عزیز کے بیتے ہوئے دنوں کا جائزہ لینا شروع کیا' اپنے سیاہ نامۂ اعمال پر غور کرنا شروع کیا تو روشنی کی کوئی کرن نظر نہ آئی۔ امید کی ایسی کوئی بھی چنگاری تو نہ دکھائی دی جو بیاباں کی شب تاریک میں کرمک (جگنو) شب تاب کا ہی درجہ رکھتی ہو۔ اب وہ ساعت آچکی تھی کہ وہ آج کے بعد کل اور اس فانی زندگی کے بعد باقی رہنے والی زندگی کے بارے میں غور کرنے پر تیار ہوا' وہ یاس و ناامیدی کے ایک بحر بیکراں میں غوطے کھانے لگا دل کی تڑپ اور بے چینی بڑھی اور کھویا کھویا سا کسی راہبر کی تلاش میں چلا جو راہ نجات کا پتہ دے' دل کی بے تابی بڑھی اور بڑھتی ہی گئی' وہ اسی حال میں بے سوچے سمجھے ایک سمت متعین کی طرف چل پڑا تھا کہ ایک غیر جانی پہچانی صورت نظر آئی، بے اختیار زبان کھل گئی کیا میری توبہ کی بھی کوئی گنجائش ہے؟ ایسا جو میری دستگیری کرے اور ڈوبتی کشتی کو ساحل سے ہمکنار کرے' مخاطب نے جواب دیا: ہاں! فلاں گاؤں میں ایک خدا ترس اور بزرگ شخص رہتے ہیں تم ان سے ملو بہت ممکن ہے وہ تمہارے درد کا درماں ثابت ہوں' یہی ایک دو باتیں ہوئی تھیں کہ وہ اس گاؤں کے رخ پر قدم بڑھانے لگا جدھر امید کی ایک ہلکی سی کرن دکھائی دی تھی۔ سرخ سرخ سی آنکھیں' بھیانک صورت جسے دیکھ کر آدمی ڈر جائے اور اس کے حالات زندگی سے نہ جانے واقف کتنوں کے تو اوسان خطا کر جاتے ہوں گے جب وہ اسے دیکھتے ہوں گے۔

یہ ان درویش صفت بزرگ کے پاس پہنچا جن سے کچھ امیدیں باندھ کر چلا تھا' جھجکتا جھینپتا لرزاں و ترساں ان سے اپنی داستان حیات سنانے کے بعد پوچھا: کیا اس کے بعد بھی میری نجات و مغفرت کی کوئی صورت ہے؟ اعمال نامہ کی اتنی سیاہی کے بعد بھی رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

درویش کم مایہ نے جرم کی سنگینی دیکھ کر جواب دیا کہ تمہاری نجات و بخشش کی کوئی صورت نہیں' جب یہاں سے بھی مایوس ہوا تو سوچا کہ جب یہ نہیں تو 99 مقتولوں میں ایک کا اضافہ کر کے سو پورے ہی کر دوں' بس اس خیال کا آنا تھا کہ چشم زدن میں ان بزرگ کا بھی کام تمام کر دیا اور چلتا بنا' مگر اس کا ضمیر چونکہ اب بیدار ہو چکا تھا۔ اس لئے فکر تھی کہ کوئی سہارا ملے' قسمت نے یاوری کی' چلتے چلتے پھر کسی انجانے سے مڈبھیڑ ہو گئی اور اس سے اپنا مقصود کہہ گزرا اس بھلے مانس نے ایک مبارک اور خدا ترسوں کی بستی کا پتہ دیتے ہوئے بتایا کہ وہاں ایک بزرگ رہتے ہیں تم ان سے ملو اور کچھ دن اسی بستی میں گزارو' اس اجنبی کی بات نے ایک بار پھر اس کے اندر امید کی ایک لہر دوڑا دی اور یہ اس قریہ صالحہ کی طرف چل پڑا تھا۔ مگر کاتب تقدیر کا ازلی فیصلہ کچھ اور ہی ہو چکا تھا۔

بستی تک پہنچنا تو درکنار' ابھی آدھی مسافت بھی طے نہ ہوئی تھی کہ شمع حیات جھلملانے لگی' تاخیر بس اس میں ہو رہی تھی کہ صلحاء امت اور نیکوکار لوگوں کی روح نکالنے والے اور اشرار امت و بدکردار لوگوں کی روح قبض کرنے والے دونوں فرشتوں میں بحث شروع ہو گئی تھی۔ سعید روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ مصر تھا کہ میں روح نکالوں گا' اس لئے کہ اس کی مخلصانہ نیت و ارادے اور توبہ کے جذبے نے ماضی کی سیاہیوں کو دھو دیا' اور بد روحوں کو قبض کرنے والے فرشتے کی ضد تھی کہ نہیں' اس کے اعمال اس قابل ہیں کہ میں اس کی روح قبض کروں' جب بات بڑھی تو ایک تیسرے فرشتے نے حاکم کا فرض انجام دیتے ہوئے فیصلہ کیا کہ جدھر سے آ رہا ہے اور جس نیک بستی کی طرف جا رہا ہے' دونوں کی مسافت ناپ لی جائے' اگر اس بستی سے قریب ہے جہاں کے

Sonara Gold Colection

سونارا گولڈ کلیکشن

NP1/59 مرادلوہار اسٹریٹ، صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی

Cell: 0300-8932894, 0313-8932894

ارادے سے نکلا ہے تو سعید روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ اس کی روح کو قبض کرے اور اگر اس کے برخلاف ہے تو بد روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ اس کی روح کو قبض کرے۔ کہتے ہیں کہ جب مسافت ناپی گئی تو یہ نیکوں کی بستی سے صرف ایک بالشت قریب تھا' یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ یہ قریب تو دراصل اس بستی سے تھا جدھر سے چلا تھا مگر اس کے جذبہ ندامت و احساس کی بیداری پر رحمت خداوندی کو جوش آیا اور خدائی فرمان کے مطابق کہ جب میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں' وہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دس بالشت قریب ہوتا ہوں' زمین کو حکم ہوتا ہے کہ سمٹ جائے اور قریہ صالحہ سے قریب ہوجائے' چنانچہ اس کی روح کو فرشتہ رحمت نے قبض کیا اور گو وہ ابھی توبہ نہ کرسکا تھا مگر اس اصول پر کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ یہ خالص نیت کے ساتھ توبہ کے لئے نکلا تھا۔ اس لئے رحمت خداوندی نے بڑھ کر اس کو اپنے سایہ میں لے لیا اور کیوں نہ ہو' خدا کی وہ ذات پاک جو ماں سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر شفیق و مہربان ہے' اس کا یہ اعلان ہے:

"اے میرے وہ بندو! جن سے
بھول چوک اور خطائیں ہوگئی ہیں' تم میری
رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

"میں پکارنے والے کی پکار سنتا
ہوں' جب وہ مجھے پکارتا ہے۔"

یہ واقعہ جو ایک خاص انداز میں بیان کیا گیا کوئی افسانہ اور خود ساختہ کہانی نہیں ہے' بلکہ حدیث پاک میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے' خود اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو صحابہ کرامؓ کو سنایا۔

گوشت پوست کا بنا ہوا یہ انسان، بھول چوک تو اس سے ہوتی ہی ہے مگر جب وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا' روتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو رحمت الٰہی پورے طور پر اس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے' اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں' ان کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہوں جتنا کہ کوئی بندہ انتہائی مایوسی کے عالم میں جب کہ وہ صحرا میں بھوکا پیاسا سایہ لے رہا ہو' بھوک و پیاس سے بیتاب ہو اس میں اس کی سواری بھی بھاگ جائے تو کیا کچھ نہ گزرے گی' وہ زندگی سے مایوس بیٹھا بیٹھا سو جائے پھر آنکھ کھلے تو سواری کو سامنے پاکر اس کو بے پناہ مسرت ہوگی' اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے اور وہ اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہے:

تلاطم ڈال دیتے ہیں خدا کے بحر رحمت میں
گناہوں کی ندامت سے جو دو آنسو ٹپکتے ہیں

☆☆..........☆☆

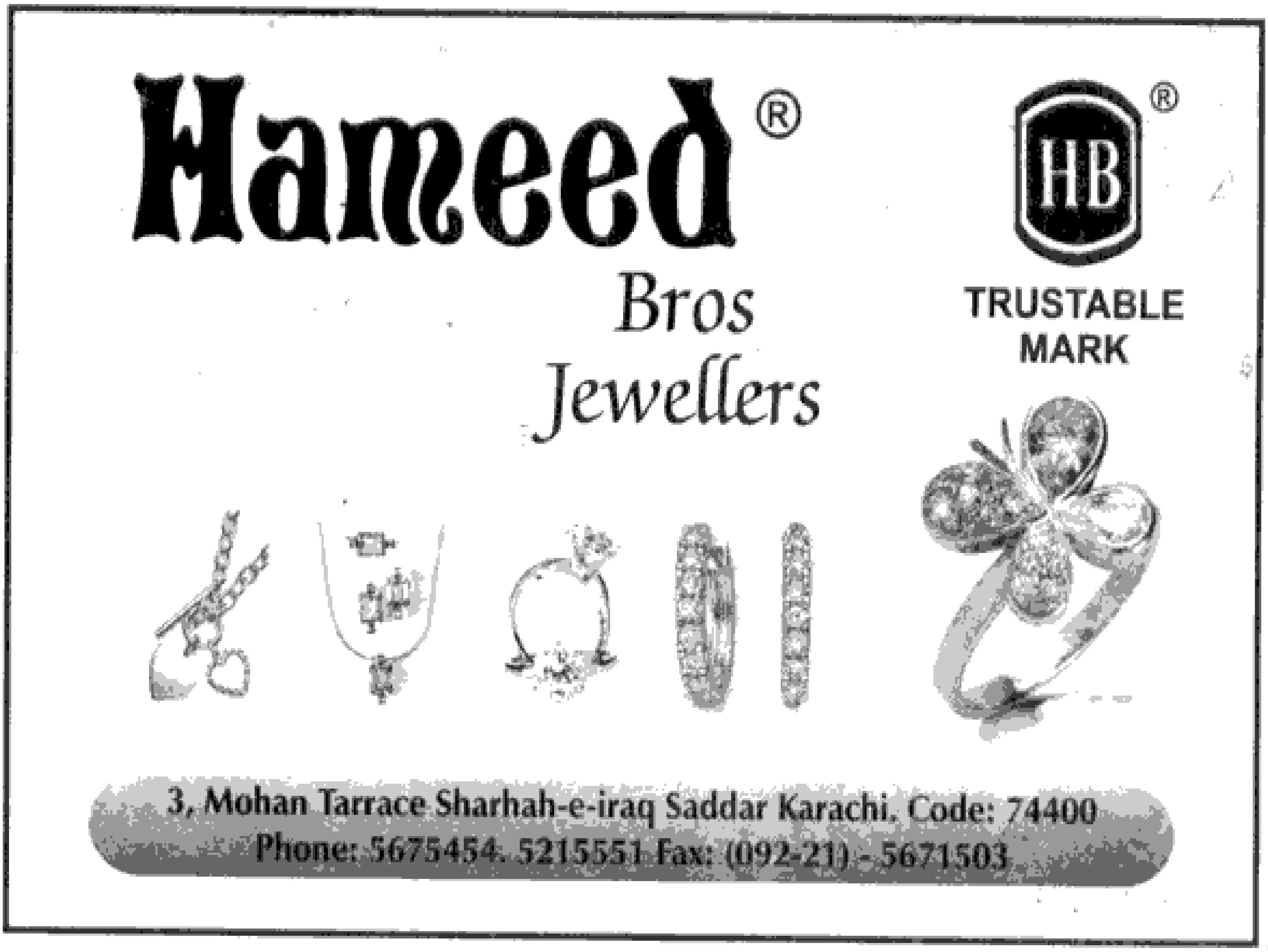

قادیانی شبہات اور ان کے جوابات

مولانا قاضی احسان احمد

جس مسلمان کی قادیانی لٹریچر پر نظر ہے‘ وہ یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ قادیانیت کے ظلمت کدہ کی بنیاد دجل وفریب‘ دھوکا‘ عیاری اور چال بازی پر رکھی گئی ہے‘ اگر قادیانی دغابازی اور جھوٹ کو چھوڑ کر صدق و ثواب کی راہ اپنائیں تو کوئی ان کے دجل وکفر کا شکار نہیں ہوسکتا‘ یعنی اگر قادیانی قرآن وسنت میں تحریف کئے بغیر اور من مانی تاویلات سے کنارہ کش ہوکر مرزا غلام احمد قادیانی کی طرز زندگی کو سامنے رکھ کر اپنے باطل اور کفریہ نظریات کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گے تو منہ کی کھانی پڑے گی اور کوئی مسلمان اور ذی عقل ان کے جال فریب میں نہیں آئے گا۔

قرآن وسنت کے عین مطابق مسلمہ عقائد و نظریات کو انسان جب اپنی ناقص عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کرتا ہے تو گمراہی اس کے گرد اپنا دائرہ وسیع کرکے اس کو جکڑ لیتی ہے۔ لہٰذا قرآن وسنت کے احکامات کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان حق کی بناپر تسلیم کرلینے کا نام اسلام وایمان ہے‘ اس کے علاوہ اندھیر اور گمراہی ہے۔

قادیانیوں کا یہ حال ہے کہ امت مسلمہ سے کٹ کر جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی میں لگ گئے اور مسلمانوں سے اپنا دین و مذہب الگ کرلیا۔ یہی نہیں بلکہ اسلامی عقائد و نظریات کے صاف وشفاف پانی میں ”شبہات“ کا زہر گھول دیا تاکہ کم فہم اور سادہ مسلمان ان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جائیں۔ آیئے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے چند شبہات کا جواب دیتے ہیں:

شبہ۱: مسلمان یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں، قرب قیامت نازل ہوں گے، اب سوال یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ نبی ہوں گے یا نہیں؟ اگر عیسیٰ علیہ السلام نبی بن کر آئیں گے تو یہ ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف نہیں؟ اور اگر وہ نبی بن کر نہیں آئیں گے تو کیا ان کو نبوت کے منصب سے معزول کردیا جائے گا؟

جواب: قرآن کریم، احادیث اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نازل ہوں گے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے آئیں گے، نبوت کا منصب جو ان کو ملا تھا وہ منصب برقرار رہے گا، اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی کریں گے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا یہ ختم نبوت کے منافی نہیں، اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ قادیانیوں نے ختم نبوت کا معنی ہی نہیں سمجھا ختم نبوت کا معنی ہے کہ رب کریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ورسالت کے منصب پر سرفراز کرنے کے بعد اب کسی کو اس منصب پر فائز نہیں کریں گے، جبکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نبوت ورسالت کے منصب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سرفراز ہوچکے تھے، اس لئے ان کا دوبارہ تشریف لانا، یہ ختم نبوت کے منافی نہیں جو نبی پہلے آچکا ہے وہی دوبارہ آرہا ہے، نہ یہ کہ کوئی نیا نبی بنایا جارہا ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کا آنا ہوتا تو یہ منافی تھا ختم نبوت کے، نہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا کوئی نبی آئے اور وہ بھی امتی اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے جیسے کہ ابن عساکر، ج:۲، ص:۱۴۴ پر ہے کہ: ”عیسیٰ ابن مریم میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔“

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ (ص:۳۶۱ حاشیہ خزائن، ج:۱، ص:۴۳۱) میں خود اقرار کیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور دوبارہ قرب قیامت میں نازل ہوں گے، چنانچہ مرزا قادیانی کی عبارت غور سے ملاحظہ فرمائیں:

”سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمان پر جابیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہی۔“

دوسری جگہ اس براہین احمدیہ، ص:۴۹۸، ۴۹۹ خزائن، ج:۱، ص:۵۹۳ پر لکھا ہے کہ:

”اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

اب قادیانی بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا حیات ونزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا یہ ختم نبوت

کے منافی ہے یا نہیں؟ اگر منافی ہے تو پھر مرزا اپنے بقول حیات ونزول کا عقیدہ رکھ کر منکر ہوا اور اگر منافی نہیں ہے تو پھر ہم پر نکیر کیوں؟ لہٰذا اصل اور حق یہی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام امتی کی حیثیت سے خلیفہ بن کر دوبارہ تشریف لائیں گے جو کہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ واللہ یهدی الی سبیل الرشاد۔

شبہ۲: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شریعت مسیح کے عامل ہوں گے یا شریعت محمدی کے؟ کس شریعت پر عمل کریں گے؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے حیثیت سے دنیا میں تشریف لائیں گے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے تشریف آوری ہوگی تو شریعت بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اپنائیں گے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ "لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" کی آیت پر عمل کرنے کی غرض سے آئیں گے، آیت کے اس حصہ پر عمل تب ہی ممکن ہے جب وہ شریعت محمدی کی اتباع اور پیروی کریں گے۔

اہل سنت والجماعت کے عقائد کی کتب میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے، نہ کہ اپنی شریعت (عیسوی) کے مطابق اس سے معلوم ہوا وہ شریعت محمدی کے عامل اور متبع ہوں گے۔

شبہ۳: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت محمدی کا علم کیسے ہوگا؟ کیا وہ شریعت محمدی کسی سے پڑھیں اور سیکھیں گے؟ یا پھر ان کو وحی ہوگی؟ اگر وحی ہوگی تو پھر وحی کا دروازہ بند نہ ہوا؟

جواب: اللہ رب العزت کا سچا نبی دنیا میں کسی غیر نبی کا شاگرد نہیں ہوسکتا، نبی کتابیں لکھنے کے لئے نہیں آتا، بلکہ اس کو کتاب دی جاتی ہے۔ اللہ رب العزت براہ راست اپنے نبی کی تعلیم کا اہتمام فرماتے ہیں، لہٰذا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی کسی انسان سے نہ سیکھیں گے اور نہ پڑھیں گے بلکہ بموجب آیت قرآنی: "واذ علمتک الکتاب والحکمۃ" اللہ تعالیٰ ان کو قرآن وسنت کا علم عطا فرمائیں گے۔ باقی رہا وحی کا ہونا یا نہ ہونا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نبوت نہیں ہوگی بلکہ تعلیم وتعلم کے وحی کے علاوہ بھی کئی طریق اور سبیل ہیں جن سے رب کریم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا اہتمام فرمائیں گے۔ الغرض حصول علم کے ذرائع مختلف اور کئی ہوسکتے ہیں جیسے الہام، کشف، القا، مبشرات وغیرہ ذالک، ان میں سے کسی ذریعہ سے بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی سے متعلق مطلع ہوجائیں گے اور پھر اس پر عمل پیرا ہوں گے۔

شبہ۴: مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو سوال یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف فرشتوں کے ذریعہ سے نزول فرمائیں گے اور مینار سے سیڑھی کے ذریعہ نیچے زمین پر آئیں گے، تو کیا جو اللہ ان کو مینار تک لاسکتا ہے وہ زمین پر بغیر سیڑھی کے نہیں لاسکتا؟

جواب: سوال میں قادیانیوں نے اتنی بات تو تسلیم کی کہ اللہ ان کو مینار تک لاسکتا ہے، لائیں گے اور لائے تو وہ ہی جائیں گے جو زندہ ہوں گے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات تسلیم کرلی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حدیث پاک کے الفاظ میں اگر غور جائے تو سیڑھی وغیرہ کے الفاظ کی حاجت ہی باقی نہیں رہتی، وہ یہ ہیں کہ: "ینزل عند منارۃ البیضاء" یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے، یہاں پر عند بمعنی پاس ہے نہ کہ عند بمعنی پر، معلوم یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینار کے پاس اور قریب نازل ہوں گے۔

قادیانی اپنی عقل پر ماتم کریں، ایک ہے رب العزت کی قدرت وطاقت، دوسری ہے حکمت اور عادت، قدرت اور طاقت تو رب کریم کو یہ حاصل ہے کہ جیسے بغیر سیڑھی کے آسمان تک لے گئے ویسے ہی بغیر سیڑھی کے آسمان سے زمین پر لے آئیں گے۔ حکمت و عادت یہ ہے کہ اپنی قدرت سے ماورانہ انسانیت کام کرتے ہیں۔ اسباب اور عادت وحکمت کے دائرہ میں منارہ سے سیڑھی لگائی اور عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آئیں جہاں انسان کی عظمتوں کی انتہا وہاں رب کریم کی عظمتوں کی ابتدا ہے، لہٰذا اسباب کی دنیا میں سیڑھی کا لگایا جانا، قدرۃ اللہ کے خلاف نہیں ہے۔ ☆☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

رحمت ہے سراپا رحمت ہے پیغمبر خاتم ﷺ کیا کہنا

وہ زلف معنبر صلی علیٰ، وہ روئے معظم کیا کہنا
وہ آنکھ کہ جس پر صدقے ہیں صد کوثر و زمزم کیا کہنا

احسان و کرم کا مجموعہ، اخلاقِ مجسم کیا کہنا
رحمت ہے سراپا رحمت ہے پیغمبر خاتمؐ کیا کہنا

خاموش دعاؤں میں سب کی، وہ گریۂ پیہم کیا کہنا
وہ پھول سے چہرے کے اوپر کیفیتِ شبنم کیا کہنا

بھٹکی ہوئی دنیا میں پھر سے توحید کی عظمت قائم کی
یہ ہمت عالی کیا کہنا، یہ کوششِ محکم کیا کہنا

آیا ہے تصور میں میرے سرکار کے روضے کا منظر
ایک وجد سا ہے، ایک کیف سا ہے، جذبات کا عالم کیا کہنا

اس چہرۂ انور سے ظاہر صناع ازل کا جلوہ ہے
اس چہرے کے آگے نورِ قمر، ہو جاتا ہے مدہم کیا کہنا

ہیں قصر خلافت کے بیشک، ارکان فریدیؔ یہ چاروں
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانِ غنیؓ اور حیدرؓ اعظم کیا کہنا

مفتی نسیم احمد فریدیؔ

مولانا عبدالغنی بہاولپوریؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا عبدالغنیؒ کے والد محترم مولانا محمد علیؒ بہاولپور کے جید علماء کرام میں سے تھے۔ مرحوم شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کے شاگرد رشید اور ان کے دروس کے جامع تھے۔ ایک عرصہ تک علامہ افغانیؒ کے دروس کو نوٹ فرماتے رہے اور انہیں کئی جلدوں میں شائع بھی کیا۔ مرحوم کے والد محترم مولانا محمد علیؒ بہاولپور کی شاہی مسجد ''جامع الصادق'' میں قرآن پاک کا درس دیتے رہے۔ آپ کے درس سے ہزاروں افراد کے عقائد واعمال کی اصلاح ہوئی۔

مرحوم کے نانا مولانا اللہ وسایاؒ ہمارے خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے استاذ محترم تھے، جن کی ایک دعا قاضی صاحبؒ کے سوانح نگاروں نے نقل کی ہے،، وہ یہ کہ مولانا اللہ وسایاؒ پرانا شجاع آباد روڈ پر واقع معروف قصبہ ''خانپور قاضیاں'' کے رہنے والے تھے اور قاضی صاحب ان کے شاگرد رشید اور خدمت گزار، غربت اور تنگدستی کا دور تھا، قاضی صاحبؒ قریبی جنگلات سے اوپلے (جانوروں کا خشک گوبر) چن کرلاتے اور استاذ محترم کے لئے سردیوں کے موسم میں تہجد کے لئے پانی گرم کرکے پیش کرتے، ایک رات سخت سردی پڑ رہی تھی اور بوندا باندی بھی جاری تھی کہ استاذ محترم تہجد کے لئے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ شاید آج احسان احمد نے پانی گرم نہ کیا ہو اور تہجد فوت ہوجائے۔ چنانچہ انہوں نے آواز دی: احسان احمد! قاضی صاحب نے ''جی'' سے جواب دیا اور گرما گرم پانی آپ کے ہاتھوں پر انڈیلا تو استاذ محترم کے دل سے دعا نکلی:

''احسان! میں تیں تھیں راضی ہاں!
اللہ راضی تھیوی، ہک وقت آسی بادشاہ
تیڈیاں جوتیاں سیدھیاں کریسن۔''

''احسان! میں آپ سے راضی ہوں،
اللہ پاک راضی ہوں، ایک وقت آئے گا کہ
بادشاہ تیری جوتیاں سیدھی کریں گے۔''

چنانچہ قاضی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں والیٔ قلات نواب احمد یار خان مرحوم کی دعوت پر گیا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد نواب صاحب نے قاضیؒ کے جوتے اٹھا کر سامنے کردیئے اور قاضی صاحبؒ کو استاذ محترم کی دعا یاد آگئی۔

مرحوم سے سینکڑوں ملاقاتیں ہوئیں، جب بھی ملتے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور بتلاتے کہ حضرت قاضی صاحبؒ جب بھی بہاولپور تشریف لائے ہماری والدہ محترمہ کی خیر وعافیت معلوم کرنے کے لئے ضرور تشریف لاتے۔

حضرت علامہ افغانیؒ کے خطبات کی پہلی جلد چھپنے کے لئے لاہور کے ایک ملتانی دوست سے کوئی معاملہ کیا، جو معاہدہ پر پورے نہ اتر سکے یا کوئی کمزوری دکھلائی تو مرحوم نے مجھے لکھا: ''خلیق وہ ہیں، اخلاق ہمیں سکھلانے پڑتے ہیں'' جب مذکور سے ملاقات ہوتی تو بندہ مذکورہ بالا جملہ دھراتا کافی عرصہ گپ شپ بنی رہی۔

عمر ستر سال کے قریب تھی لیکن باوجود اتنی عمر کے کم عمر نظر نہیں آتے تھے، گویا صحت اچھی تھی۔ مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور نے مرحوم کی رحلت کی خبر سنائی کہ ۱۵/اکتوبر کو رحلت فرماگئے۔ ان کی وفات کا صدمہ صرف خاندان کے لئے ہی نہیں بلکہ اہالیان بہاولپور کا صدمہ ہے کہ اہالیان بہاولپور ایک صحیح العقیدہ اور باعمل عالم دین کے وجود سے محروم ہوگئے۔

مرحوم دینی خدمات کے ساتھ ساتھ دیسی ادویات از قسم خمیرہ جات،، معجون، جوارش شربت وغیرہ صحیح نسخہ کے ساتھ بناتے اور اہل علاقہ کی طبی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔

بندہ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک کی دہائی میں بہاولپور کا مبلغ رہا۔ مرحوم ہر ماہ دس روپے مجلس کو عطیہ دیتے اور ایسے اخلاص کے ساتھ عنایت فرماتے کہ ناغہ کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ مرحوم لکھائی بہت عمدہ خط کے ساتھ کرتے کہ آدمی دیکھتا ہی رہ جائے۔ بیسیوں نوجوانوں نے ان سے خط کی اصلاح لی، گویا مختلف انداز سے وہ علاقہ کی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ دواخانہ چلارہے تھے۔ حضرت علامہ افغانیؒ کے نوادرات شائع کررہے تھے کی طرز تحریر صحیح کررہے تھے۔

حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کی تقاریر اور گفتگوئیں ازبر تھیں اور مسلسل اور بے تکان بولتے چلے جاتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت علامہ افغانیؒ نے ڈیڑھ برس تک ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پر درس دیا۔ ان دنوں جامعہ عباسیہ میں (اب جامعہ اسلامیہ یا اسلامیہ یونیورسٹی) ایک اور مکتب فکر کے عالم دین بھی استاذ تھے، ان کے شاگردوں نے کہا کہ: ہمارے حضرت تین سال تک درس دے سکتے ہیں'' چنانچہ ان

کا درس شروع ہوا اور ایک ہفتہ کے بعد سورۂ فاتحہ شروع کر دی۔ فرمایا کہ حضرت علامہ افغانیؒ کسی موضوع پر بیان فرماتے آخر میں ختم نبوت کا تذکرہ ضرور فرماتے۔ کسی نے کہا کہ حضرت موضوع کوئی ہوتا ہے اور آپ ختم نبوت کا ذکر کر دیتے ہیں جو موضوع سے مناسبت نہیں رکھتا، فرمایا: ''ہمارے استاذ محترم علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ہمیں وصیت فرمائی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنا چاہتے ہو تو عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کرتے رہنا۔''

علماء بہاولپور کی پہلی دوسری کھیپ جس میں مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا محمد صادق، مولانا محمد علی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد معاذ، مولانا خالد لطیف، قاضی عظیم الدین، قاضی رشید احمد، مولانا فاروق احمد انصاری تھے۔ مرحوم تیسری صف کے حضرات میں سے تھے، ان کی یادداشتیں بہت مضبوط تھیں، چنانچہ کچھ کتابی شکل میں شائع بھی ہو چکی ہیں۔ اللہ پاک ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر ذریعۂ نجات فرمائیں۔

☆☆..............☆☆

پیغمبر علیہ السلام پر والہانہ وارفتگی

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی علمی گیرائی کا ایک واضح اثر یہ بھی تھا کہ صحابہ کا پورا معاشرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر جان چھڑکتا تھا اور ان کی نظر میں پیغمبر علیہ السلام کے اسوۂ مبارکہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہ تھی۔ آپؐ کے حکم کی تعمیل ہی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ تھا۔ کیا مرد کیا عورتیں، کیا جوان کیا بوڑھے، سب جذبۂ اطاعت واظہار محبت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے، ان کے نزدیک پیغمبر علیہ السلام کی خلاف ورزی کرنے یا آپ کی منشاء کے خلاف کرنے کا تصور ہی نہ تھا، ان میں کا ہر شخص آپ کا سچا تابعدار اور مخلص فدائی تھا۔

حدیث کی کتابوں میں اس سلسلہ کا ایک اثر انگیز واقعہ لکھا ہے:

ایک نوجوان صحابیؓ حضرت طلحہ بن البراءؓ جب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپؐ کے قریب آ کر قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے آ کر عرض کیا کہ: ''یا رسول اللہ! آپؐ مجھے جو چاہیں حکم دیں میں آپ کی ہرگز خلاف ورزی نہ کروں گا۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نوعمری کے باوجود اس طرح کا سوال کرنے پر تعجب ہوا اور آپؐ نے بطور امتحان ان سے کہا کہ: ''جاؤ! اپنے والد کو قتل کر ڈالو'' وہ صحابی فوراً حکم کی تعمیل کے لئے چل پڑے۔ آپؐ نے انہیں پھر واپس بلایا اور فرمایا کہ: ''اپنے ارادہ سے باز آؤ مجھے قطع رحمی کا حکم دے کر نہیں بھیجا گیا ہے'' (یعنی یہ تو محض آزمائش کے طور پر تم سے کہا گیا تھا اور تم نے تعمیل کا ارادہ ظاہر کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کر لی ہے) پھر چند دن کے بعد یہی حضرت طلحہؓ بیمار ہوئے، پیغمبر علیہ السلام ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے جبکہ موسم بارش اور سردی کا تھا۔ ان کے ہاں سے باہر آ کر آپؐ نے گھر والوں سے کہا کہ: ''مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طلحہ کی وفات کا وقت قریب ہے، لہٰذا اگر ایسا حادثہ پیش آ جائے تو مجھے اطلاع دے دینا تاکہ میں ان کے جنازہ اور نماز میں شریک ہو سکوں اور اس میں جلدی کرنا'' اس کے بعد آپؐ واپس تشریف لے چلے۔

ابھی آپؐ قبیلۂ بنو سالم ہی میں پہنچے تھے کہ حضرت طلحہ بن البراءؓ کی وفات ہوگئی، لیکن چونکہ رات ہو چکی تھی موسم خراب تھا اور وفات سے قبل حضرت طلحہؓ نے گھر والوں کو تاکید کر دی تھی کہ میری وفات کی خبر پیغمبر علیہ السلام کو مت دینا اور رات ہی میں مجھے دفن کر دینا، کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر یہودی دشمن آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس لئے گھر والوں نے پیغمبر علیہ السلام کو اطلاع نہیں دی اور ان کی وصیت کے مطابق انہیں رات ہی میں دفن کر دیا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اگلے دن حادثہ کا علم ہوا تو قبر پر تشریف لا کر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

''اللھم الق طلحة تضحک الیه ویضحک الیک''۔

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ طلحہ سے ہنستے ہوئے ملئے اور انہیں بھی اپنے سے ہنس کر ملنے کی سعادت سے نوازیئے۔''

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

سیّد مجاہد گیلانیؒ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ احرار، قافلۂ احرار کے ان جانباز سپاہیوں میں سے تھے جنہوں نے انگریز سامراج اور اس کی ذریت خبیثہ کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا، جیلوں میں گئے، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنیں، لیکن اپنے موقف اعلائے کلمۃ الحق سے پیچھے نہیں ہٹے۔ حضرت مرحوم کو اللہ پاک نے اولاد سے سرفراز فرمایا، بڑے دونوں بیٹے عالم، فاضل ہیں، تیسرے نمبر والے بیٹے کا نام سید مجیب الرحمٰن مجاہد تھا، جو مجاہد گیلانی کے نام سے معروف ہوئے۔

قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد اسکول و کالج میں چلے گئے، ایم اے تک دنیاوی تعلیم حاصل کی، بعد ازاں ایل ایل بی کیا اور ہومیو پیتھک کا کورس بھی کیا۔ کالج و یونیورسٹی لائف میں مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن سرگودھا ڈویژن کے صدر منتخب ہوئے۔ ایم ایس ایف کے ڈویژنل صدر ہونے کے باوجود احراری ذوق برقرار رکھا۔ احقاق حق اور ابطال باطل کو کسی صورت میں نہ چھوڑا۔

گزشتہ کئی سالوں سے گردے کے مریض چلے آرہے تھے، ایک گردہ تبدیل بھی کرایا، کچھ عرصہ خاصے صحت مند نظر آتے تھے، ستمبر کے آخری عشرہ میں کمزوری محسوس کی اور گردے والے زخم سے دھاگا نکلا، پھر کچھ دن کے بعد اور دھاگا نکلا معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحبان کی غفلت سے پٹیاں اندر رہ گئیں۔ آپریشن کرکے پٹیاں نکال لی گئیں، لیکن آپریشن کے بعد اپنے آپ کو کمزور محسوس کرنے لگے۔ راولپنڈی کے جس ہسپتال اور ڈاکٹر نے گردہ تبدیل کیا تھا، اس سے وقت لیا گیا، روانگی کے وقت اسٹریچر پر لٹا کر گاڑی تک پہنچایا گیا۔ چنانچہ گاڑی پر قدم رکھتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

چنانچہ ۲۶/ستمبر ۲۰۱۱ء سلانوالی میں ان کی نماز جنازہ ہوئی، جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم فیصل آباد نے کرائی اور انہیں والدہ کے پہلو میں سلانوالی کے قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ مرحوم کی ایک ہمشیرہ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ مرحوم نے بہنوں، بھائیوں کے علاوہ بیوہ اور ایک بچہ وارث چھوڑا۔ راقم مولانا عبدالستار گورمانی حفظہ اللہ کی رفاقت میں ۷/اکتوبر کو تعزیت کے لئے حاضر ہوا۔ چنانچہ ان کے برادر کبیر مولانا سید خالق مسعود گیلانی زیدمجدہ سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

محرم الحرام: تاریخ کی روشنی میں

☆ اس مہینے کی یکم تاریخ کو سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت ہوئی۔
☆ حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔
☆ حضرت ادریسؑ کو درجات عالیہ عنایت ہوئے۔
☆ حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر رکی۔
☆ حضرت ابراہیمؑ کو نار نمرود سے نکالا گیا۔
☆ حضرت یوسفؑ کو جیل سے چھٹکارا ملا۔
☆ حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹائی گئی۔
☆ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے نجات پائی۔
☆ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔
☆ اسی روز اہل مکہ غلاف کعبہ چڑھایا کرتے تھے۔
☆ حضرت آدمؑ کی تخلیق ہوئی اور روح پھونکی گئی۔
☆ حضرت حسینؓ کی شہادت اسی روز ہوئی۔
☆ قیامت بھی اسی روز قائم ہوگی۔

اس مہینے میں حسب ذیل واقعات بھی ہوئے ہیں:

☆ بادشاہ یمن کی ہلاکت ہوئی۔
☆ حضرت علیؓ کا نکاح حضرت فاطمہؓ کے ساتھ محرم ۳ھ جولائی ۶۲۴ء میں ہوا۔
☆ حضرت عثمانؓ کا نکاح حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ جولائی ۶۲۴ء میں ہوا۔
☆ غزوہ خیبر یکم محرم ۷ھ ۱۱/مئی ۶۲۸ء کو پیش آیا۔
☆ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت صفیہؓ کے ساتھ محرم ۷/جون ۶۲۸ء کو ہوا۔
☆ امارت معاویہؓ یکم محرم ۱۹ھ جنوری ۶۴۰ء کو قائم ہوئی۔
☆ خلافت علیؓ محرم ۳۶ھ جون ۶۵۶ء کو قائم ہوئی۔
☆ واقعہ جنگ صفین حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ ۳۷ھ جون ۶۵۷ء کو پیش آیا۔
☆ حضرت ابو ایوب انصاریؓ محرم ۵۱ھ جنوری ۶۷۱ء میں فوت ہوئے۔
☆ سعد بن ابی وقاصؓ نے محرم ۵۵ھ دسمبر ۶۷۴ء میں وفات پائی۔
☆ ام جویریہ بنت حارثؓ نے ۱۰/محرم ۵۶ھ نومبر ۶۷۵ء کو انتقال فرمایا۔
☆ واقعہ کربلا ۱۰/محرم ۶۱ھ ۱۰/اکتوبر ۶۸۰ء کو پیش آیا۔

عبدالمومن بخش

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

سات روزہ

تحفظ ختم نبوت کورس، کراچی

رپورٹ: مولوی محمد قاسم

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں ۱۴ تا ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۱ تا ۱۷/ نومبر ۲۰۱۱ء سات روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا، جس میں دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا نے بھرپور شرکت کی۔ مجلس کے اکابر علمائے کرام کے علاوہ مقامی مبلغین اور جید علمائے کرام نے شرکائے کورس کو عقیدۂ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت، حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام، رد قادیانیت، انکار حدیث، عقیدۂ ظہور مہدی علیہ الرضوان، مرزا قادیانی کی تضاد بیانی، قادیانی تحریفات کے جوابات جیسے موضوعات پر پُر مغز، دلائل وبراہین سے لیس لیکچرز دیئے۔ جنہیں شریک طلبا نے نہایت توجہ اور پوری دلچسپی سے سماعت کیا۔ اب ہم ان بیانات کی مختصر رپورٹ پیش کرتے ہیں:

پہلا دن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے جھوٹے مدعیان نبوت کا مختصر تعارف کراتے ہوئے کہا: مسیلمہ کذاب سے مسیلمہ پنجاب (مرزا غلام احمد قادیانی) تک تقریباً بائیس جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوچکے ہیں، جن میں سجاح بنت حارث نامی ایک عورت بھی شامل ہے، جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ: ”میری امت میں عنقریب تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔“ اس حدیث میں وہ جھوٹے مراد ہیں جو امت مسلمہ کے لئے آزمائش وفتنہ کا باعث بنے اور ایسے جھوٹوں کی تعداد تیس ہی ہے۔ انہوں نے جھوٹے مدعیان نبوت کا تعارف کراتے ہوئے دور حاضر کے مرزا غلام احمد قادیانی اور یوسف کذاب کا تذکرہ بھی کیا۔

اس کے بعد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے حیات ونزول مسیح علیہ السلام پر انتہائی مدلل گفتگو کے درمیان فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت عرب میں تین گروہ تھے: (۱) مشرکین عرب، (۲) نصاریٰ نجران، (۳) یہود مدینہ۔

اسلام نے ان تینوں کی اچھی روایات کو برقرار رکھا مگر خلاف شرع کاموں کی بیخ کنی کی۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ بی بی مریم پاکدامن پر تہمت لگائی تو قرآن نے: ”وقولھم علی مریم بھتاناً عظیماً“ کہہ کر تردید کی یہود نے قتل مسیح کا بڑی شدومد سے دعویٰ کیا تو قرآن نے اسی شدت سے رد کیا: ”وما قتلوہ یقیناً“ عیسائیوں کے دو گروہ ہیں: ایک کے نزدیک حضرت عیسیٰ ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے صلیب پر چڑھ گئے، پھر اللہ نے ان کو اٹھالیا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ آپ سولی پر چڑھ کر وفات پاگئے، آپ کو دفن کیا گیا، تین دن بعد اللہ نے آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ قرآن نے عقیدہ صلیب کی نفی میں فرمایا: ”وما صلبوہ“ اور عقیدہ رفع کے اثبات میں کہا: ”بل رفعہ اللہ الیہ“ پھر قرآن نے: ”ولکن شبہ لھم“ سے بتادیا کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہودا نامی شخص پر شبیہ ڈال دی، جس کو پھانسی دے کر یہودی مغالطے میں پڑ گئے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے ”وکان اللہ عزیزاً حکیماً“ سے رفع مسیح علیہ السلام کے رفع جسم مع الروح کو ثابت کیا کہ روح کا مرکز اوپر اور جسم کا نیچے ہے، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع صرف روح کا ہوا ہے تو اس میں اللہ رب العزت، عزیز (زبردست) کیسے ہوئے؟ جسم جو اوپر جا ہی نہیں سکتا، اس کو اوپر اٹھالینا ہی خدا کے عزیز ہونے کا تقاضا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اکرم طوفانی (سرگودھا) نے اپنے بیان میں آیت: ”لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم“ کی تلاوت کے بعد فرمایا: اللہ نے اس امت پر احسان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام آتے تھے، ان پر لوگ ایمان لاتے پھر دوسرا نبی آتا تو پہلے نبی کے مومنین میں سے بعض دوسرے نبی پر ایمان لاتے اور بعض انکار کرکے کافر ہوجاتے، اس طرح وہ جہنم کے حقدار بنتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی، لہٰذا ختم نبوت کا تاج تو حضور علیہ السلام کو ملا، ہمیں اس تاج کی حفاظت کے لئے محنت کرنی چاہئے۔

مولانا قاضی احسان احمد (مبلغ کراچی) نے قرآن واحادیث سے عقیدۂ ختم نبوت پر دلائل دیتے ہوئے کہا کہ: ”والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک“O (البقرہ:۴)

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کے لئے کامیابی کا اعلان ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا، جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں تو یہاں

”من قبلک“ کے بعد ”من بعدک“ بھی ہوتا۔ انہوں نے اس کے علاوہ چند اور آیات کی مختصر تشریح سے عقیدہ ختم نبوت ثابت کیا، جن میں ”آیت خاتم النبیین“ بھی شامل ہے۔ دو سو دس احادیث میں سے چند احادیث کی مختصر تشریح کرتے ہوئے مولانا قاضی صاحب نے فرمایا: ”انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تیس جھوٹے نبیوں کے آنے کی پیشگوئی کی ہے اور خود کو آخری نبی فرماتے ہوئے یہ بھی فرمادیا کہ اب میرے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔

﴿دوسرا دن﴾

مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ کراچی) نے اپنے بیان میں آیت خاتم النبیین کی مفصل تشریح فرمائی: ”اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت کی نفی کی کہ حضور کسی کے باپ نہیں، مگر آپ کے رسول اللہ اور خاتم النبیین ہونے کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ آپ امت کے روحانی والد ہیں، لہٰذا آپ کی امت پر شفقت و رحمت بھی کامل ہے۔“ آپ نے لفظ خاتم کی وضاحت میں کہا: یہ لفظ دو مشہور قرا کے نزدیک بالفتح خاتَم ہے اور دیگر قرا اس کو بالکسر خاتِم پڑھتے ہیں، ائمہ لغت نے اس کے معنی مہر لگانے کے کئے ہیں اور جب کسی چیز پر مہر لگادی جاتی ہے تو اب اس میں اضافہ ہوسکتا ہے نہ کمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام انبیاء و رسل کی مہر ہیں، اب کسی نئے نبی کی گنجائش نہیں۔ کتب حدیث اسی معنی کو بیان کرتی ہیں اور ادب عرب، شاعری و نثر میں خ، ت، م کے مادہ کا یہی معنی مراد لیا جاتا ہے۔

مولانا مفتی عبداللہ حسن زئی نے ایمان کش فتنوں میں سے انکار حدیث پر گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ انکار حدیث وہ فتنہ ہے، جس نے اسلام کی جڑیں ہلانے کی کوشش کی۔ زمانہ قدیم میں واصل بن عطا معتزلی نے حدیث پر اعتراضات کئے، اسی کے مرید ابو علی جبائی کے مقابلے پر امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اترے اور اس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ دور جدید میں برصغیر میں سرسید احمد خان اور مغرب میں طٰہٰ حسین اس فتنے کی بنیاد بنے۔ سرسید کے بعد عبداللہ چکڑالوی، غلام احمد پرویز، عنایت اللہ مشرقی، حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی اور جاوید احمد غامدی نے اس پودے کی آبیاری کی۔ تمام منکرین حدیث میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے منکر ہیں، ان کی دلیل ان الحکم الا للہ آیت ہے جو خالصتاً خارجی استدلال ہے۔ یہ دلیل بالکل باطل ہے، کیونکہ قرآن میں ہے: ”وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیث لکھنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا: ”خدا کی قسم! میری زبان سے سوائے حق و سچ کے کچھ نہیں نکلتا۔“ منکرین حدیث انگریزوں کی کتب پر تو اعتماد کرتے ہیں، مگر مسلمان علما کی لکھی ہوئی کتابوں پر یقین نہیں رکھتے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے طلبا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم“ نصاریٰ نجران حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کرنے آئے۔ عیسائی عقیدہ تثلیث کے قائل ہیں، ان کی نظر میں خدا تین میں ایک اور ایک میں تین ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، اس لئے عیسائی، حضرت مسیح کو خدا اور خدا کے بیٹے کا درجہ دیتے ہیں۔ نجران کے نصاریٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اعتراض کیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی والد نہیں تو وہ خدا کے بیٹے ہوئے۔ قرآن نے اس کی تردید میں فرمایا کہ: ”اگر خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کی یہی علامت ہے تو حضرت آدم علیہ السلام اس منصب کے زیادہ لائق ہیں، کیونکہ ان کا باپ تو درکنار ماں بھی نہیں تھی، پھر انہیں یہ درجہ عیسائی کیوں نہیں دیتے؟“ حضرت مولانا مدظلہ نے فرمایا: ”جب حضرت عیسیٰ، حضرت آدم علیہما السلام کے مشابہ ہیں تو جو حیات حضرت آدم کو آسمانوں پر حاصل ہے وہی حضرت عیسیٰ کو بھی ہے اور جو حضرت آدم وہاں کھاتے پیتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ بھی کھاتے ہیں۔“

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر اپنے مخصوص انداز میں کیا، جس کو سن کر حاضرین جھوم اٹھے، جب حضرت مریم پر تہمت لگائی گئی تو خدا نے ان کے شیرخوار بیٹے سے ان کے حق میں گواہی دلوائی اور فرمایا آج تک گواہوں کی گواہی، مقدمے کی کارروائی اور ملزم کی بے گناہی عدالتوں کے دفاتر میں لکھی جاتی ہے، مگر میں تیری پاکبازی میں ایسی گواہی دلواؤں گا جو میری عظیم الشان کتاب (قرآن) میں لکھی جائے گی۔

حضرت مدظلہ نے طلبا کو مناظرانہ اسلوب سے واقف کراتے ہوئے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالستار تونسوی کے واقعات سے جذبات کو گرمادیا۔ آپ نے فرمایا: گالی اور گولی مسئلے کا حل نہیں، حضرت خواجہ خان محمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ”مخالف کو دلائل ایسے دو جو گرم ہوں مگر تمہارا انداز بیان نرم ہو۔“

﴿تیسرا دن﴾

مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ ختم نبوت و نگران ضلع ملیر) نے اوصاف نبوت جیسے اہم موضوع پر قیمتی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہر نبی میں چند اوصاف ہوتے ہیں، جن میں سے دو یہ ہیں: عقل کامل ہو، حفظ کامل ہو۔ صرف ان دو نشانیوں کی روشنی میں دیکھ لیا جائے تو مرزا ان سے بالکل کورا تھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے تو کیا مقابلہ، مرزا اپنے عہد کے علمائے کرام کے بھی برابر نہیں تھا۔ حضرت نانوتوی اور

حضرت تھانوی رحمہما اللہ کی کتب اور مرزا کی خرافات کا موازنہ کرلیا جائے، بات واضح ہوجائے گی۔ مرزا نبی تو کیا شریف انسان بھی نہیں تھا۔ مرزا نے انبیاء کی توہین کی، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کنجریوں (طوائفوں) کی کمائی استعمال کرلیتا تھا۔ مرزا اتنا بڑا بددیانت تھا کہ لوگوں سے ”براہین احمدیہ“ کی پچاس جلدوں کے نام پر چندہ لیا اور صرف پانچ جلدیں چھاپ کر باقی پیسہ کھا گیا اور کہا کہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک صفر ہی کا تو فرق ہے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ظہورِ مہدی کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ: حضرت عیسیٰ کے بارے میں تین گروہ ہیں: (۱) یہود، جنہوں نے آپ سے دشمنی کی انتہا کردی، (۲) عیسائی، جو آپ کی محبت میں غلو کرگئے، (۳) مسلمان، جو اس بارے میں اعتدال پسند ہیں کہ ”ان ھو الا عبد انعمنا علیہ“ یعنی آپ اللہ کے بندے ہیں، جن پر اللہ نے نبوت کا انعام کیا، ان کو کتاب دی اور قربِ قیامت میں دوبارہ نازل فرمائیں گے۔ اسی طرح حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں بھی تین گروہ ہیں: (۱) خوارج، جو آپ کی آمد کے منکر ہیں، (۲) روافض، جنہوں نے آپ کا درجہ انبیاء سے بھی بڑھادیا، (۳) اہلسنت والجماعت، اس سلسلے میں بھی افراط کا شکار ہیں نہ تفریط کا، بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے اور پوری دنیا میں اسلام نافذ کریں گے، بے شک ان کا درجہ بہت بلند ہے، مگر وہ کسی ادنیٰ صحابیؓ کے بھی درجہ کے برابر نہیں۔

زمانۂ قدیم میں خوارج اور موجودہ دور میں عثمانی، جماعت المسلمین اور بعض منکرین حدیث آپ کی آمد کے منکر ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ بخاری ومسلم میں ان کا ذکر نہیں۔ یہ دلیل باطل ہے کیونکہ یہ کہاں سے ثابت ہے کہ تمام صحیح احادیث بخاری ومسلم میں موجود ہیں۔ خود امام بخاری نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ بخاری میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں حدیث موجود ہے، صرف ان کا نام ذکر نہیں: ”کیف انتم اذا انزل فیکم عیسیٰ بن مریم وامامکم منکم“ معلوم ہوا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو مسلمانوں کا امام ان میں پہلے سے موجود ہوگا اور وہی حضرت مہدیؓ ہوں گے۔ یہاں اجمال ہے اور دیگر کتب حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے، وہاں آپ کا نام صراحتاً مذکور ہے۔ حضرت مدظلہ نے فرمایا: حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ خبرِ واحد کے درجہ میں ہیں اور بوجہ کثرت ان کو تواتر معنوی کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ یہ نص قطعی یا متواتر احادیث سے ثابت نہیں، لہٰذا ان کا منکر کافر نہیں، البتہ اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد کا عقیدہ اہلسنت کا شعار قرار دیا ہے۔

مولانا توصیف احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم“ قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ بنی آدم سے امت محمدیہ مراد ہے اور رُسل میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی شامل ہے۔ لہٰذا جب تک بنی آدم ہیں تب تک رسالت بھی جاری ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے کے بنی آدم مراد ہیں۔

بنی آدم میں مرد، عورت، مخنث، ہندو، سکھ، عیسائی سب آتے ہیں کیا یہ سب نبی بن سکتے ہیں؟ جب کسی نبی نے آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا انداز خبر الگ ہوتا: ”ثم قفینا من بعدہ بالرسل“ (رُسل جمع کا صیغہ ہے، یعنی انبیاء آتے رہیں گے) مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنا تھا، اس لئے قرآن کا انداز بالکل الگ ہے: ”ومبشراً برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد“ یہاں پر رسول مفرد کا لفظ ہے صرف ایک رسول مراد ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، اگر کسی اور نبی نے بھی آنا ہوتا تو اس کا بھی ذکر ہوتا اور جمع کا لفظ ”رُسل“ استعمال کیا جاتا، مگر وہ ذکر نہیں ہے۔ مولانا توصیف نے مرزا قادیانی کی تضاد بیانی کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا: مرزا نے اول زمانے میں خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا اقرار کیا اور اس کی کتب سے ایسے حوالے مل جاتے ہیں، مگر بعد میں خود بھی دعویٰ نبوت کر بیٹھا۔

قادیانیوں کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ایک مثال قادیانی شاعر اکمل کی وہ نظم ہے، جس میں اس نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدترین گستاخی کی ہے۔ اس نظم کو مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت پسند کیا۔ اس کا ایک شعر ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

مفتی عبداللہ حسن زئی نے اپنے آج کے بیان میں مزید منکرین حدیث کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے کہا کہ منکرین حدیث، احکامِ اسلام کی معرفت کے تین اسباب قرار دیتے ہیں، جن میں ایک عقل سلیم بھی ہے، حالانکہ عقل سلیم اس وقت سبب معرفت بن سکتی ہے جب وہ احکام کی وہ شرح کریں جو خیر القرون کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو سال بعد حدیث لکھی گئی، بالکل غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانے میں بھی صحابہ احادیث لکھا کرتے تھے مگر اس وقت موجودہ ترتیب وتدوین کے ساتھ نہیں لکھی جاتی

تھیں، کیونکہ اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں قرآن و حدیث میں خلط ملط نہ ہو جائے۔ اسی طرح خلفائے راشدین کے عہد میں اور ان کے بعد بھی احادیث جمع کرنے اور لکھنے کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا کہ صحابہؓ احادیث لکھا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ہر جگہ حکم جاری کیا تھا کہ جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی حدیث ہو، وہ اسے لکھے اور میرے پاس بھیجے، آپ کے والد عبدالعزیزؒ نے بھی احادیث جمع کروائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا انتقال ۱۰۱ ہجری میں ہوا۔ (بالاتفاق) لہٰذا یہ کہنا کہ حدیث، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو سال بعد لکھی گئی بالکل غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ بالاتفاق تابعی ہیں، امام مالکؒ نے اپنی تالیف مؤطا امام مالک میں امام اعظمؒ سے استفادہ کیا ہے۔ خود بعض منکرین حدیث مؤطا امام مالک کو سب سے معتبر سمجھتے ہیں۔ منکرین حدیث، منکرین قرآن بھی ہیں، کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن کی تشریح ممکن نہیں اور صحابہ کرام کی تشریح کو یہ مانتے نہیں، حالانکہ اجماع صحابہ کا منکر کافر ہے، جو منکرین حدیث قرآن کا ترجمہ کرتے ہیں وہ اس کی تشریح نہیں کر سکتے۔

﴿چوتھا دن﴾

مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے اپنے گزشتہ درس کو جاری رکھتے ہوئے نبی کے مزید اوصاف گنوائے۔ نبوت کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ نبی مرد ہو، عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم'' عورت بوجہ ناقص العقل ہونے اور پردے میں رہنے کے نبی نہیں بن سکتی۔ مرزا نے خود کو عورت بھی کہا، اس کی کتابوں میں لکھا ہے کہ: ''میں مریم ہوں اور مجھے حمل بھی ہوا۔'' اسی طرح نبی بااخلاق اور باکردار ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اتنے عالی تھے کہ دشمن بھی مانتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ تو درکنار زبان سے بھی اپنے دشمن کو تکلیف نہیں پہنچائی، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد قرار دیتا ہے۔ اس کی کتب ایسی گالیوں سے بھری پڑی ہیں کہ پڑھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، کیا ایسا شخص منصب نبوت کے لائق ہے؟

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے استاد مولانا فیصل خلیل نے ''اسلام کا قادیانیت سے اصولی اختلاف'' کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اختلافات دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) اصولی، (۲) فروعی۔ اصولی اختلاف، عقائد کا اختلاف ہے اور فروعی اختلاف مسائل کا اختلاف ہے، جیسے ائمہ اربعہ کے درمیان اختلافات ہوتے تھے۔ اصولی اختلاف کفر میں داخل کر دیتا ہے، مگر فروعی اختلاف سے کفر لازم نہیں آتا۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان فروعی نہیں، بلکہ اصولی اختلاف ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے کئی بنیادی عقائد کا انکار کیا ہے۔ سب سے پہلا اختلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے پر ہے۔ مرزا نے خود کو آخری نبی کہا، حالانکہ دعویٰ نبوت سے پہلے یہ خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا قائل تھا، بعد میں ۱۹۰۸ء میں اس نے خود کو نبی کہہ دیا۔ قرآن میں کئی آیات حضورﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے پر دال ہیں: ''وما ارسلنک الا کافۃ للناس'' کافۃ کا مطلب ہے کہ تمام لوگوں کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ مولانا نے قرآن کی چند آیات کی تفسیر اور کچھ احادیث کی تشریح میں مرزا کے دعویٰ نبوت کو باطل کر کے ان عقائد کا ذکر کیا جو اسلام کی اساس ہیں اور قادیانی ان کے منکر ہیں۔

مرزا اور اس کے ماننے والے وحی کو جاری مانتے ہیں حالانکہ وحی منقطع ہو چکی ہے۔ ہر نبی کی پیشین گوئی سچی ہوتی ہے مگر مرزا نے لکھا کہ ''حضرت عیسیٰ کی پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں'' اور نبی کی طرف نسبت کذب درحقیقت خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنا ہے۔ اسی طرح نبی کے ساتھ معجزہ ہوتا ہے، مرزا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں خود کے معجزات لاکھوں میں قرار دیئے، حالانکہ قادیانی ایک معجزہ بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

مرزا نے اسلام کے مسلمہ عقیدے جہاد کی بھی بڑی شدومد سے نفی کی ہے، اس نے لکھا ہے: ''مجھ پر کافروں سے قتال کرنا حرام کر دیا گیا ہے'' حالانکہ جہاد کی فرضیت قرآن کی سینکڑوں آیات سے ثابت ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے: ''کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم'' اسی طرح مرزا نے وجود ملائکہ، روز محشر، احیائے موتیٰ، توقیر انبیاء اور ان جیسے کئی عقائد کا انکار کیا ہے، پھر قادیانیوں کے کفر میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ نے ''قادیانیوں کی قانونی و آئینی حیثیت'' پر خطاب کیا انہوں نے کہا کہ پاکستان کے آئین کے تحت قادیانی کافر ہیں۔ یہ خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے، کلمہ طیبہ، بسم اللہ، الحمدللہ، اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے، اپنے لئے مساجد کی تعمیر وغیرہ نہیں کر سکتے حتیٰ کہ کسی مسلمان کو سلام بھی نہیں کر سکتے۔ پاکستان میں توہین رسالت اور تحفظ ختم نبوت کیس میں ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ظلم کیا جاتا رہا ہے۔ آئین کی دفعہ ۱۸۲ کے تحت کسی کے خلاف قتل یا ڈاکے کی جھوٹی ایف آئی آر بھی فوراً کٹ جاتی ہے اور اس پر کارروائی شروع کر دی جاتی ہے، مگر ختم نبوت یا توہین رسالت کے مقدمات میں قانون کا دوغلا پن یہ ہے کہ جب تک ضلع کا ایس پی یا ڈپٹی کمشنر منظوری نہ دے، ایف آئی آر درج نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح اگر

ملزم مر جائے تو کیس ختم ہو جاتا ہے اور کئی بار تکنیکی وجوہات کو بنیاد بنا کر مقدمہ ختم کر کے ملزم کو بری کر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے تفصیل سے قانون کے حوالے سے ختم نبوت اور توہین رسالت پر بحث کی اور ختم نبوت کے مقدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے بہت سے جج بھی مسئلہ ختم نبوت سے ناواقف ہیں، اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں، جج ہمارے ہی معاشرے کا حصہ ہیں، لہٰذا ہمارے علماء و خطباء اور ائمہ مساجد کا فرض بنتا ہے کہ مہینے میں کم از کم ایک جمعہ میں دس پندرہ منٹ ختم نبوت پر بیان فرمائیں تاکہ ہمارے مسلمانوں میں شعور پیدا ہو۔ اس حوالے سے جو کمی ہے وہ دور ہو۔ گوہر شاہی کے خلاف مقدمہ میں جج نے مجھ سے کہا: آپ کون ہوتے ہیں، کسی کو کلمہ پڑھنے سے روکنے والے؟ یہ کیسا اسلام ہے؟ میں نے جواب دیا: گوہر شاہی نے جو گستاخیاں کی ہیں اور اپنی شبیہ چاند پر قرار دی، اس نے بکواس کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری صورت حجر اسود میں نظر آئی، اس لئے آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور اسلام میں نماز، روزہ کچھ نہیں، یہ سب کون سا اسلام ہے اور کس مسلمان کے یہ عقائد ہیں؟ جناب منظور صاحب نے بڑے دردمندانہ لہجے میں کہا: کوئی توہین رسالت، توہین صحابہؓ اور توہین قرآن کرے تو کوئی کچھ نہیں بولتا اور اگر ہم اس کے خلاف مقدمہ کریں تو کہتے ہیں کہ مولوی فساد پیدا کر رہا ہے۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے بتایا کہ زید حامد، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے قتل میں نامزد ملزم ہے، مگر اس کے پیچھے بڑی قوتیں ہیں جو اس کو بچانا چاہتی ہیں۔ ظلم یہ ہے کہ اس کیس کی فائل ہی عدالت سے غائب کر دی گئی۔ ہم اس کے خلاف مقدمہ لڑ رہے ہیں اور آج نہیں تو کچھ سال بعد ہی سہی انشاء اللہ اس کو قانون سے سزا دلوا کر ہی دم لیں گے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ توہین رسالت کے آج تک جتنے مقدمات میرے پاس آئے ہیں، ان میں سے کوئی بھی جھوٹا یا ذاتی دشمنی کی بنا پر قائم نہیں کیا گیا، اگر ایسا ہے تو کوئی ثابت کر کے دکھادے۔ (جاری ہے)

مرحلہ عالمیہ بنین کے اہل جامعات متوجہ ہوں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصاب کمیٹی کے فیصلہ اور مجلس عاملہ کی توثیق کے بعد کتاب

آئینہ قادیانیت

عالیہ بنین سال اول (درجہ مشکوٰۃ) میں داخل نصاب ہو چکی ہے۔ وفاق کے سالانہ امتحان الورقۃ الاولیٰ میں نخبۃ الفکر اور التبیان فی علوم القرآن کے ساتھ ایک سوال آئینہ قادیانیت سے بھی ہوگا

کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تمام دفاتر سے اصل لاگت پر دستیاب ہے

منجانب (حضرت مولانا) محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

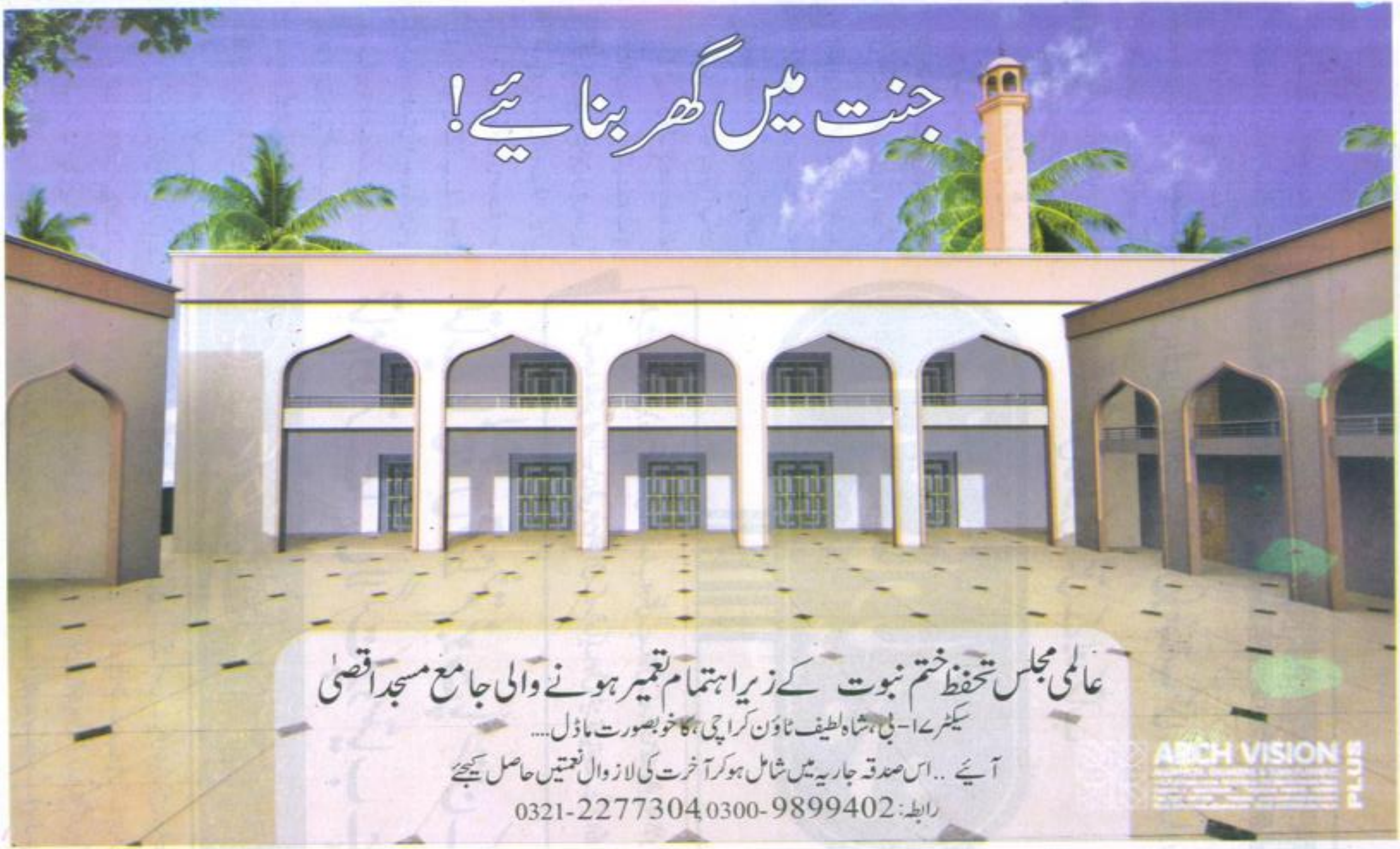

جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل....
آئیے ..اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402 0321-2277304
ARCH VISION PLUS